SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, 10th November, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four of the Clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
ٱلْكِتَٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ۖ
وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ
شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً
وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِى مَآ ءَاتَىٰكُمْ ۖ فَٱسْتَبِقُوا۟ ٱلْخَيْرَٰتِ ۚ إِلَى ٱللَّهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

(سورہ المائدہ)

(ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور ان پر محافظ و گواہ تو ان میں فیصلہ کرو۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, 10th November, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four of the Clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
ٱلْكِتَٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ۖ
وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ
شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً
وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِى مَآ ءَاتَىٰكُمْ ۖ فَٱسْتَبِقُوا۟ ٱلْخَيْرَٰتِ ۚ إِلَى ٱللَّهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

(سورہ المائدہ)

(ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور ان پر محافظ و گواہ تو ان میں فیصلہ کرو۔

اللہ کے اتارے سے اور اے سننے والے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ تمہیں بتا دیگا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔]

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں، جی کھوسو صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

میر سہراب خان کھوسہ: جناب میری گزارش یہ ہے کہ آج کل ملکی اور غیر ملکی اخبارات اور غیر ملکی ریڈیو میں یہی تاثر ہے کہ ہماری یہ موجودہ آئی جی آئی کی حکومت جانے والی ہے اور اس طرح عجیب قسم کے حالات پیدا ہو چکے ہیں اور نیو ورلڈ آرڈر کے تحت ہمارے لئے اور زیادہ مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس کے لئے آپ باقاعدہ موشن لائیں پھر بحث کر لیں گے۔

میر سہراب خان کھوسہ: جناب وہ میں نے دے دیا ہے آپ اس کو لائیں۔

جناب چیئرمین: جو بھی قواعد ہیں میں ان کے مطابق دیکھ لوں گا آپ تشریف رکھیں۔ سید عبداللہ شاہ صاحب نے ذاتی کام کی بنا پر مورخہ 10 تا 14 نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید احسان شاہ ناگزیر وجوہ کی بنا پر مورخہ 7 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پیر سید اسرار حسین شاہ نے علالت کی بنا پر مورخہ 10 تا 16 نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: اس کے علاوہ ہمیں درخواستیں ملی ہیں سردار یعقوب خان ناصر' سید تسنیم نواز گردیزی صاحب' جناب محمد اعظم اور شیخ رشید احمد صاحب' انہوں نے مختلف تاریخوں کے لئے اطلاع دی ہے کہ وہ ایوان میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

PRIVILEGE MOTIONS

Next we come to privilege motions. Privilege Motion No. 9 standing in the name of Mr. Tariq Chaudhry and Akhunzada Behrawar Saeed.

(i) *RE* : ALLEGED STATEMENT ABOUT MANUFACTURING ATOMIC WEAPONS IN PAKISTAN BY MRS. BENAZIR

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ جناب چیئرمین' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے والے اس عمل کا فوری نوٹس لیا جائے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی اشاعت یکم ستمبر کے مطابق سابق وزیر اعظم مسز بے نظیر نے غیر ملکی صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان نے گذشتہ پانچ برسوں کے دوران ایٹمی ہتھیار بنانا شروع کر دیا تھا اس طرح انہوں نے مغربی الزامات کی تصدیق کر دی ہے انہوں نے وزیر اعظم کی حیثیت سے قوم کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں اور آئین کے مطابق اٹھائے گئے حلف کی خلاف ورزی کا ارتکاب کیا ہے اس طرح عوام کی نظر میں پارلیمنٹ کے ممبران کا وقار اور ذمہ دارانہ حیثیت کو شدید ضعف پہنچایا گیا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: کیا آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

چوہدری امیر حسین: جی میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اخونزادہ صاحب آپ بھی اپنی تحریک پڑھ لیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! میں طارق صاحب کی تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے' جی جناب طارق صاحب آپ فرمائیے کہ یہ استحقاق کیسے بنتا ہے۔

جناب محمد طاق چوہدری: جناب چیئرمین! وزارت عظمیٰ کسی ملک کا بہت بڑا عہدہ ہے اور اس عہدے پر پہنچنے والے شخص کے سامنے ملک کے معاملات بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہوتے ہیں تمام راز اس کے سامنے طشت از بام کر دیئے جاتے ہیں ہر خفیہ ادارے اور خفیہ جگہ تک اس کی رسائی ہوتی ہے تمام خفیہ فائلیں اس کے سامنے ہوتی ہیں ملک کا دفاع اور اس کے دیگر خفیہ معاملات بھی اس کے سامنے ہوتے ہیں اور ہر عہدہ ہر منسٹری ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وزارت عظمیٰ کے عہدے تک پہنچنے کے لئے بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور ان مراحل سے گزرنے کے بعد پھر آئینی طور پر اس کو ایک حلف اٹھانا پڑتا ہے اور اس حلف کی روشنی میں پوری قوم کے سامنے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ قوم نے جو ذمہ داری اس کے اوپر عائد کی ہے وہ اس ذمہ داری کو پورا کرے گا اور قوم کے وہ تمام خفیہ پروگرام' وہ تمام ایسی چیزیں ایسے secrets جن کا out ہونا قومی سلامتی کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے وہ دفاع کے معاملات' وہ سائنس و ٹیکنالوجی کے معاملات' وہ دیگر جو بھی اس کے خفیہ مسائل ہوتے ہیں وہ ان کے بارے میں حلف دیتا ہے کہ میں اس کو کبھی طشت از بام نہیں کروں گا میں وہ secrets جو قوم نے میرے سامنے کھول دیئے ہیں ان کو میں پبلک نہیں کروں گا وہ یہ حلف اٹھاتا ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ ہر آدمی کا اپنا ایک طرز عمل ہے طریقہ ہے جس پر وہ زندگی گزارتا ہے لیکن اعلیٰ پبلک عہدوں تک پہنچنے والے آدمی کی زندگی ذاتی زندگی نہیں رہتی یہ نہیں ہے کہ اس کا ذاتی کردار اس کا ذاتی رویہ زیر بحث نہ آئے بلکہ یہ ہے کہ ان کا ہر فعل ہر قول ہر عمل قوم کو فائدہ دیتا ہے یا نقصان دیتا ہے اور خاص طور سے جو شخص وزارت عظمیٰ کے عہدے تک پہنچ جاتا ہے اس کو انتہائی طور پر ذمہ دار ہونا چاہئے اور اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتا ہے۔ اب میں اس طرف آرہا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق کیوں بنتا ہے۔ جناب چیئرمین! اس ملک میں ایک سے زیادہ مارشل لاء لگے ہیں اور اس ملک میں بار بار حکومتیں ڈس مس ہوتی رہی ہیں سیاست دانوں کے اوپر سیاست شجر ممنوعہ قرار دی جاتی رہی ہے اور جب یہ سب کچھ ہوتا رہا ہے تو غلام محمد سے لیکر ایوب خان تک اور پھر جنرل ضیاء الحق اور پھر صدر غلام اسحاق خان کی تقریر جب اس نے اسمبلی توڑی تھی ان سب کا آپ مطالعہ کریں تو اس میں کچھ چیزیں آپ common پائیں گے اور وہ یہ ہیں کہ سیاست دان جو ہیں وہ غیر ذمہ دار ہیں غیر

ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ سیاست دان جو ہیں یہ بد دیانتی کا ارتکاب کرتے ہیں سیاست دان جو ہیں یہ اسٹیبلشمنٹ کو غلط طور پر استعمال کرتے ہیں اپنی طاقت اور استعماریت کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس میں سب سے بڑا الزام جو ہمارے اوپر لگایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ان کے اندر نہ اہلیت ہے اور نہ ہی یہ قومی معاملات میں ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ ایڈمسبلٹی پربات کریں۔

جناب چیئرمین: اسی پربات سن رہاہوں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ تواور سبجیکٹ پر چلے گئے یہ سیاستدانوں کی اہلیت اور نا اہلیت اور مارشل لاءوالوں کی اہلیت اور نا اہلیت یہ ایک اور موضوع ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ جی طارق صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: مجھے توقع ہے کہ سینٹر موصوف توجہ سے بات سنیں توپھران کو سمجھ آجائے گی کہ میں ایڈ مسلیٹی پربات کر رہاہوں۔ میں جو کہہ رہاہوں وہ یہ ہے یہ الزامات ہمیشہ سیاستدانوں پر لگتے رہے اور یہ ہماری سابقہ وزیر اعظم تصدیق کر رہی ہیں یہاں پر مارشل لاءنافذ کرنے والے آمریت نافذ کرنے والے لوگ جوہمارے اوپر الزامات لگاتے رہتے تھے وہ درست تھے انہوں نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیاہے اور یہیں سے ہمارے راستے میں رکاوٹ پیداہوتی ہے۔

جناب چیئرمین پاکستان ایک بڑے حساس خطے میں واقع ہے جس کے اردگرد بہت بڑے بھاری بھر کم دشمن ہیں اور ان دشمنوں سے بچنے کے لئے ہم نے خار دار تاروں کے اندر سے بڑا باریک راستہ بنا کر 40 برس گزارے ہیں اور اپنے دفاع کو یقینی بنانے کے لئے ہم ایک چھوٹا ساپروگرام Atomic Energy کا شروع کیا اور جس میں ہمارے کچھ سائنس دان نے ہماری مدد کی اور پاکستان نے اپنے وسائل اس میں جھونک دیئے پاکستان کی ہر حکومت نے محترمہ وزیر اعظم بے نظیر سمیت ہمیشہ یہ کہا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام پرامن مقاصد کے لئے ہے ہم نے یورانیم کوافزودہ کرنے کی ٹیکنالوجی حاصل کرلی ہے لیکن ہم اس ٹیکنالوجی کے حصول کے باوجود یورانیم کواتناافزودہ نہیں کررہے ہیں کہ جس سے ایٹم بم بنایا

جائے امریکہ اور اس کے یورپی حلیف جب تک ہم روس کے ساتھ جنگ کی سی کیفیت میں تھے ہمارے ساتھ تعاون کر رہے تھے ہماری مدد کر رہے تھے اور اس کے بعد جب روس کا threat ختم ہو گیا ہے تو انہوں نے ہمارے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کرنا تھا کیونکہ مستقبل میں ان کو جو threat اور خطرہ محسوس ہوتا تھا وہ انہی اسلامی ملکوں اور ان کی Unity سے ہے اور اسلامی ملکوں کے اندر پاکستان ایسا ملک ہے جو بہترین ٹیکنالوجی رکھتا ہے اور اس کی ایسی industrial base بھی ہے اور اس کی ایسی آبادی بھی ہے اس کے اندر ایسے ٹرینڈ لوگ بھی ہیں اس کی ایسی فوج بھی ہے وہ مستقبل میں اس سلامی حصار کو کسی حد تک سہارا دیکر اکٹھا کر سکے لہٰذہ قدرتی طور پر پاکستان ان کا پہلا نشانہ بنتا ہے اب انہوں نے پاکستان کو نشانہ بنانے کے لئے اس بکری کے بچے کی طرح جس کو شیر نے کہا تھا کہ تم پانی گدلا کر رہے ہو تو اس نے کہا کہ محترم میں پانی کیسے گدلا کر رہا ہوں پانی تو آپ پی رہے ہیں اور اوپر کی سمت میں آپ ہیں اور پانی آپ کی طرف سے بہہ کر میری طرف آتا ہے تو اس نے کہا کہ اچھا پچھلے سال تم نے مجھے گالی دی تھی اس نے کہا میں تو پچھلے سال پیدا ہی نہیں ہوا تھا اس نے کہا تم نے نہیں دی تو پھر تمہاری ماں نے دی ہو گی اور اس کو پکڑ لیا۔ اسی طرح اب یہ شیر ہمارے اوپر جھپٹنے کے لئے کوئی بہانہ تلاش کر رہا ہے اور وہ گالی کا بہانہ یہ محترمہ ان کو فراہم کر رہی ہیں پاکستان نے واضح طور پر کہا ہم نے ٹیکنالوجی حاصل کر لی ہے یورانیم کو ہم افزودہ کر رہے ہیں لیکن پر امن مقاصد کے لئے ہم اس پروگرام کو جاری رکھے ہوئے ہیں ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ ہم ایٹم بم بنائیں امریکہ اور جو اس کے خفیہ ادارے تھے انہوں نے کہا کہ نہیں جی مارچ اپریل '90ء میں پاکستان نے وہ خطرناک لائن کراس کر لی اور محترمہ جب امریکہ اور یورپ کے دورے پر تشریف لے گئیں تو وہاں پر انہوں نے کہا کہ میری دسترس نہیں تھی پاکستان کے خفیہ پروگرام تک لیکن میں چونکہ وزیر اعظم تھی لہٰذا جو کچھ میرے نوٹس میں آیا ہے اس کے مطابق میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان نے وہ خطرے کی لائن کراس کر لی یعنی اس طرح انہوں نے براہ راست اپنے اس علم کو غلط یا صحیح جو بطور وزیر اعظم ان کو حاصل تھا اور جس کو secret رکھنے کی آئین کے مطابق قسم کھائی تھی حلف لیا تھا اس کی انہوں نے خلاف ورزی کی ہے یہ بات ان کی اس بات سے سچ ہو یا نہ ہو لیکن بطور سابق وزیر اعظم کے ان کی جو اہمیت اور اتھارٹی بنتی ہے ان کو انہوں نے غلط طور پر استعمال کیا اور کل کلاں خدانخواستہ پھر کوئی آدمی کھڑا ہوتا ہے جمہوریت کی بساط لپیٹنے کے لئے تو سب سے بڑا ہتھیار جو اس کے ہاتھ میں ہو گا

وہ یہ ہو گا کہ سیاستدان نا اہل ہیں غیر ذمہ دار ہیں اپنے حلف کی خلاف ورزی کرتے ہیں ملک کے interest کو بالکل اپنے سامنے نہیں رکھتے ہیں وزارت اعظمیٰ کے عہدے تک پہنچنے کے باوجود یہ جھوٹا یا صحیح اپنے ملک کے interest کو دوسرے ملکوں کے سامنے قربان اور ذبح کرتے ہیں صرف اپنے اقتدار کے لئے دوبارہ اپنے ان عہدوں تک پہنچنے کے لئے غیر ملکی امداد اور سہارے کے لئے، لہٰذا یہ ایسی چیز ہے نہ صرف میرا ہی راستہ نہیں روک دیں گی جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ یہ پوری سیاست کا راستہ روک دیں گی پوری جمہوریت کی بساط لپیٹ دی گی اور ہمیشہ کے لئے سیاستدانوں کے ماتھے کے اوپر ایک سیاہ داغ کے طور پر چمکتی رہے گی دور سے نظر آتا رہے گا کہ ہمارے سیاستدان ان جگہوں پر پہنچنے کے باوجود اتنے اہل نہیں ہیں کہ وہ اس کو جاری رکھ سکیں لہٰذا ضروری ہے کہ اسے ذمہ دار ہاتھوں میں دے دیا جائے اور پھر پبلک بھی ان کی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو گی اور یہ وہ وجہ ہے اس طرح میرا راستہ رکتا ہے۔ اس طرح پارلیمنٹ بدنام ہوتی ہے اس طرح سے سیاستدان بدنام ہوتے ہیں اور یہ وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ ہم آئین کے custodian ہیں اور وزیر اعظم نے حلف اٹھایا ہے اور اس نے اپنے حلف کی خلاف ورزی کی ہے اس حلف کی خلاف ورزی کرنے پر حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ریفرنس پیش کرے آرٹیکل 6 کے مطابق اس کو عدالت میں لیکر جائے۔ نہ بھی لیکر جائے............

<u>جناب چیئرمین</u> : آپ کے کہنے کے مطابق جو میں سمجھا ہوں ایک تو آپ یہ کہہ رہے ہیں چونکہ آئین کی باری النظر میں خلاف ورزی ہوئی ہے اس لئے آپ کا استحقاق بنتا ہے اگر کسی نے خلاف ورزی کی ہے تو براہ راست مجھے بتائیں کہ بطور ممبر پارلیمنٹ کے۔ آپ مجھے بتائیں کہ ابھی تک استحقاق کا جو مطلب ہے ہم سمجھے ہیں کہ پارلیمنٹ کے راستے میں کوئی روکاٹ ڈالی جائے پارلیمنٹ کی تضحیک کی جائے پارلیمنٹ کی توہین کی جائے یا ممبر کے راستے میں رکاوٹ ڈالی جائے یا بحیثیت ممبر اس کی تضحیک یا توہین کی جائے۔ پہلی argument آپ کی یہ ہے اپنے حلف کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آپ کے مطابق ملکی جو راز ہیں وہ افشا کئے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس کا براہ

راست آپ پر بحیثیت ممبر پارلیمنٹ کے کیا اثر پڑتا ہے۔

آپ نے جو دوسری بات کی ہے وہ یہ کی ہے کہ ان کے اس بیان سے پارلیمنٹ کے وجود کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے' یہ آپ کی دوسری دلیل ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب والا! میں اپنی بات ختم کرنے والا ہوں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ہم آئین کے custodian ، ہیں' اور ہمیں اس بات کا نوٹس لینا ہے کہ جب آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہو۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ایک وزیر اعظم کی طرف سے حلف کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور صرف خالی اس چیز کو رکاوٹ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی نے arrest کر لیا ہے ایک ممبر کو' یا راستے میں روک لیا ہے یا گیٹ سے اندر نہیں آنے دیا' آپ تو اس کو بھی اتنا بڑا جرم سمجھتے ہیں کہ اس سے استحقاق جو ہے وہ مجروح ہو جاتا ہے اور آپ اس کا نوٹس لیتے ہیں' میں تو کہتا ہوں کہ یہ صرف میرے ایک اکیلے کی راستے کی رکاوٹ نہیں ہے یہ تو پورے ملک کی پارلیمنٹ کے لئے خطرہ ہے۔ پوری جمہوریت کے لئے خطرہ ہے۔ یعنی ایک آدمی کا مسئلہ نہیں ہے' یہ تو ہمارے پورے سسٹم کو خطرہ ہے۔ اور جس طرح ہمارے راستے میں' مستقبل میں خطرات پیدا ہو چکے ہیں ان کی اس بات سے' یہی میرے arguments ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ بہرہ ور سعید صاحب' گھمکی صاحب' آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب منظور احمد گھمکی : پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا نہیں ہوتا لیکن میرے دوست فاضل رکن نے۔

جناب چیئرمین : آپ میرا خیال ہے کہ پہلے ان کی بات غور سے سن لیں کہ یہ important مسئلہ ہے تو میں آپ کو بھی سن لوں گا بعد میں' if you want to say

جناب منظور احمد گھمکی : میں کچھ الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : میں آپ کو بعد میں موقع دوں گا۔ ابھی تو جو movers ہیں ان کو بات کرنے دیں' آپ جو کہنا چاہیں گے' میں آپ کی بات سنوں گا۔

جناب منظور احمد گھمکی : میں جناب پوائنٹ آف آرڈر پر ہی اس پر کچھ کہوں گا۔

جناب چیئرمین : فرمائیں جی 'اگر پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے تو میں سن لوں گا 'اگر آپ اس مسئلہ پر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو وقت دوں گا۔ میں آپ کی بات سنوں گا۔ جی جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین صاحب' جو تحریک میرے دوست طارق صاحب نے پیش کی ہے میں اس کی تائید میں حاضر ہوں اس میں تین چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک اٹامک انرجی کا مسئلہ ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جو پاکستان کی موت اور زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وقت خاص طور پر مغربی دنیا اور یہود اور ہنود اس پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ عرب ممالک کے بعد' ان کو تہ وبالا کر کے' یہاں اپنے فوجی بٹھا کر پھر پاکستان کی طرف آئیں اور پاکستان اس سرزمین پر نہ رہے۔ یہ ان کی بڑی دیرینہ خواہش تھی۔ اور ہے۔ یہ اسلامی تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ جب کبھی مسلم ملک کو کسی غیر مسلم ملک کے ہاتھوں نقصان پہنچا ہے' یا کوئی فساد ہوا ہے یا مسلمانوں کے خلاف کوئی آرگنائزیشن قائم ہوئی ہے تو اس میں ایک مسلمان یا زیادہ کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ بجائے اس کے ایک مسلمان ملک کو غیر مسلم توڑتے یا نقصان پہنچاتے ایسا نہیں ہوتا ہے بلکہ جس ملک کو توڑا جاتا ہے یا نقصان پہنچایا جاتا ہے اس میں اسی ملک کے مسلمانوں کا ہاتھ ہوتا ہے جو کہ درپردہ کام کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسی ملک کے باشندے ہوتے ہیں لیکن اندرونی طور پر یہ دشمنوں کے ساتھ ملے ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگ اپنی ملک کے حکومت کے خلاف ہمیشہ خلاف رہتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ ٹیپو سلطان کی حکومت میں جب سرنگاپٹم پر حملہ ہوا تو کس نے غداری کی؟ صادق نے۔ جب سراج الدولہ کی فوجیں اپنے دشمن کے مقابلے میں آمنے سامنے آئیں تو کس نے اس رسالہ کو کنٹرول کیا جس سے دشمن کی فوجوں کو تقویت ملی۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! موشن پر بات نہیں ہو رہی ہے۔ ایڈمسیبلٹی پر بات نہیں ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : جی 'ایڈمسیبلٹی پر بات کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جی 'ایڈمسیبلٹی پر ہی بات ہو رہی ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! معزز رکن ایڈمسیبلٹی پر بات کریں اگر یہ

اپنی تقریر پریس کو سنانا چاہتے ہیں تو اور بات ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! اگر یہ مجھے اجازت دیں تو میں انشااللہ پوری کوشش کروں گا کہ ان کو بتاؤں کہ ہاں یہ حقیقت ہے۔ اگر مجھے یہ اجازت نہیں دیتے تو میں ان کی پرواہ نہیں کروں گا۔ میں نے وہی کہنا ہے جو میرا فرض ہے۔

جناب چیئرمین: توپھر آپ بتائیں ناں کہ یہ کیسے admissible ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: توجناب والا! میں اسی پر آرہاہوں۔ جناب والا! میر جعفر نے بھی وہی کیاجو صادق نے دکن میں کیا۔ اقبال نے کہاہے کہ ؎

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگ دین، ننگ قوم ، ننگ وطن

ایک معزز رکن: جناب والا! جعفراز بنگال۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید:

جعفر از بنگال ، صادق از دکن
ننگ دین، ننگ قوم، ننگ وطن

جناب چیئرمین: یہ کس کا شعر ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جی، یہ شعر اقبال کا ہے تو جناب، میں گزارش کر رہا تھا کہ اس پاکستان کے دو ٹکڑے کیسے ہوئے۔ اس میں کس کا ہاتھ تھا............

جناب چیئرمین: یہ تو آپ تاریخ پر جارہے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! یہ تاریخ پر نہیں جا رہا ہوں بلکہ میں اپنے پوائنٹ پر آرہاہوں۔ اس پوائنٹ پر آرہاہوں جس سے میرے دوست کو تکلیف ہوتی ہے۔ میں ان کی یادداشت تازہ کرنا چاہتاہوں ۔ اس ملک کو توڑنے میں کس نے اہم کردار ادا کیا، اس میں تین مسلمان تھے۔ مجیب، یحیٰ اور ذوالفقار علی بھٹو۔

جناب چیئرمین: جنرل یحیٰ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جی، جنرل یحیٰ۔ یہ (جناب یحیٰ بختیار) تو میرے بزرگ ہیں۔

جناب یحیٰ بختیار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، یحییٰ بختیار صاحب۔

Mr. Yayah Bakhtiar: Sir, when the War Commission Report is there, why don't they publish it asto who is responsible for it. The War Commission Report is there, Hamoodur Rehman Commission Report is there, they will tell you, who is responsible for the break up; not Zulfiqar Ali Bhutto.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! اس پر میں ان کو صرف اتنا جواب دوں گا کہ جب آپ اس حکومت میں تھے، اس حکومت میں آپ کرتا دھرتا تھے، تو آپ نے اس کو کیوں شائع نہیں کروایا۔

جناب چیئرمین: آپ اس بات پر نہ الجھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں آپ پر یہ counter question سوال کرتا ہوں۔ کیا آپ پاکستانی نہیں ہیں، آپ میں کیا یہ جرات نہیں تھی کہ آپ اس کو عوام کے سامنے پیش کرتے۔

حافظ حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب، آپ بولنا چاہتے ہیں تو آپ کو بھی موقع دوں گا۔ سب کو موقع دوں گا۔

حافظ حسین احمد: جناب والا! اس میں دونوں ہی شریک تھے اس لئے اسے نہیں چھاپا ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، میں اس میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ وار کمیشن کی رپورٹ جو ہے، وہ کئی حکومتوں نے شائع نہیں کی ہے۔ صرف ایک حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے یکے بعد دیگرے کئی حکومتیں برسراقتدار آئی ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید لیکن اس حکومت نے، جس میں میرے دوست یحییٰ بختیار صاحب اٹارنی جنرل بھی تھے اور وزیر بھی تھے۔ کیونکہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ وہ شخص اس ملک کو توڑنے میں شامل تھا۔ اس حکومت میں یہ شامل تھے۔ انہوں نے کیوں شائع نہیں کی اور اب مجھ سے کیوں گلہ کرتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ پاکستان کے دو ٹکڑے مسلمانوں کی غداری کی وجہ سے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین :۔ لیکن آپ اس موشن پر آئیں ناں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا' اسی پر رہا ہوں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا' موشن پر تو یہ بات ہی نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : اخوانزادہ صاحب' آپ موشن پر بات کریں ناں' جس طرح طارق چوہدری صاحب نے دلائل دیئے ہیں' کہ یہ جو بیان دیا ہے............

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا' میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ وہ پارٹ انہوں نے pay کیا اب وہ پارٹ Pinky play کر رہی ہے۔ پنکی۔ اور اس کے بیان میں کیا اشارات ہیں اور کیا مضمرات ہیں' اور کس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان کے مطابق تو یہ ہے کہ وہ خاندان پاکستان پر حکمرانی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے کسی کو پاکستان پر حکمرانی کا حق نہیں پہنچتا اس واسطے حکمرانی ان کو کرنی چاہئے۔ لیکن جب وہ حکمران بنی اور جس طریقے سے بھی بنی۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔ گچکی صاحب مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ یہ اقتدار ان کو کن امریکن دوستوں کی وجہ سے ملا تاہم جب انہوں نے اس بات کا حلف اٹھایا تھا کہ کس چیز کا اٹھایا تھا۔

جناب چیئرمین : ہاں' اب پوائنٹ پر آئے ہیں ناں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! وہ اجازت دیں تو میں بات کروں ناں۔ اب ان کو shoe pinch ہوتی ہے اس واسطے وہ اجازت نہیں دیتے کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ یہ واقعات ایسے رونما ہوئے ہیں۔ تو جناب جب ہماری بدقسمتی سے' اس ملک کی بدقسمتی سے' عوام کی بدقسمتی سے' ایک دفعہ پھر بھٹو خاندان کی جناب محترمہ' پنکی صاحبہ۔

جناب چیئرمین : یہ "پنکی" کا لفظ ٹھیک نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! "پنکی" کا لفظ خود ان کی کتاب میں ہے۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے پھر بھی مناسب یہ ہے کہ آپ ان کا نام لے کر بات کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! اگر یہ لفظ نامناسب ہے تو پھر میں بیگم زرداری کہوں گا۔ بیگم زرداری۔ یہ تو میں کہہ سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین : اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: تو جناب بیگم زرداری صاحبہ نے اپنی حکومت کے درمیان جو چاہاوہ کیا۔ کبھی اس میں انہوں نے لیٹرل انٹری کی، کبھی کچھ ہوا، کبھی کچھ ہوا۔ جب یہاں راجیو کو دعوت دی گئی تو یہاں سے کشمیر ہاؤس کی تختی ہٹائی گئی۔ کشمیر پر انہوں نے کیا کیا سوالات کئے۔ پریس کانفرنس بھی مشترکہ ہوئی کچھ بھی نہیں ہوا۔ جب وہ حکومت سے ہٹ گئی تو اسے یہ وسواس باقی رہ گیا کہ میں نے کیونکہ اس جگہ تک ہاتھ نہیں پہنچا جہاں پاکستان کی زندگی اور اس کے تحفظ کا سوال پیدا ہوتا۔ استحکام کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں اچھی طرح سے یاد ہے کہ شروع ہی سے انہوں نے کوشش کی کہ آئی ایس آئی کو تہہ وبالا کر دیں............

جناب چیئرمین: آپ فرمارہے تھے ناں کہ انہوں نے حلف لیا اس سے پھر چلیں ناں آگے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں نے یہ کہا کہ انہوں نے حلف لیا تو اس حلف کا، اگر وہ وزیر اعظم ہے یا نہیں ہے پاکستانی بننے کا ضرور دعویٰ کرتے ہیں اس واسطے حلف کی وفاداری ضروری ہے اور اسی آئین کی رو سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا اس ملک کے چاہے ذمہ دار یا غیر ذمہ دار عہدے پر ہو کہ وہ اس ملک کے رازوں کو دشمن تک پہنچادے۔ کوئی راز کم ہو یا زیادہ، راز ہوتا ہے اور جناب اسی چیز کو لے کر محترمہ، وہاں امریکہ پہنچ گئی اور سربازار کہہ دیا کہ پاکستان اس حد تک پہنچ گیا ہے اور خطرے کا نشان انہوں نے کراس کیا ہے اور اب کچھ دنوں تک وہ بم بنانے والے ہیں۔ اس سے مدعا کیا؟ کہ امریکی اور کوئی دوسری حکومتیں اس کو پھر لا کر اقتدار میں بٹھائیں، اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب یہ حکومت dismiss ہوئی تو حلف کی پابندی سے کیا وہ آزاد ہو گئی؟ نہیں اگر وہ حلف کی پابندی سے آزاد ہوتی ہے تو اخلاقی اور پاکستانی کی حیثیت سے اس کے پاس اگر کوئی ملک کا راز ہو تو وہ راز رہے اس نے اس قوم اور ملک کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔

جناب یہ قوم کے لئے بہت اہم مسئلہ ہے ایک ایسا فرد جو ابھی تک خواب غفلت میں کوشش کر رہا ہے کہ کسی طریقہ سے دوبارہ آکر کرسی پر بیٹھ جائے خدانہ کرے، اور پھر جو چاہئے اس ملک کے ساتھ کرے اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم اس کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کرے۔ تو عوامی اہمیت کا یہ جو مسئلہ ہے یہ اگر اس راز کو فاش کیا گیا تو امریکی، ہندو یا یہود

حکومتوں نے اس آڑ میں پاکستان کو اگر نقصان پہنچایا تو اس کی ذمہ داری اس پر عائد ہو گی اس خاتون پہ جو اس ملک میں کم از کم نہیں ہو گی اس کو طریقے آتے ہیں وہ کسی اور ملک میں چلی جائے گی 'فرانس یا انگلینڈ چلی جائے گی پناہ لے لے گی ان کو کیا غم ہے ٹھوکریں کھائیں گے تو ہم غریب پاکستانی۔

تیسری چیز اس میں یہ کہ تھوڑے سے دن ہوئے کہ انہوں نے فرمائش کی اور اب یہ سب کو ملا کر ایسے بیانات دینا جن سے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے جس سے عوام کے ضمیر کو جھنجھوڑا جاتا ہے جس سے ملک پر حملہ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہم اس سینٹ کے ممبر اس لئے ہیں کہ اس ملک کے باشندے ہیں اور اس ملک کے رہنے والے ہیں اور اس سے ہم بھاگنے والے نہیں ہیں۔ جو شخص چاہئے پہلے وزیر اعظم رہ چکا ہو اور آئندہ خدانہ کرے ہو جائے وہ اس قسم کے بیان دیا کرتی ہے جس سے ملک کو بڑا ہی نقصان پہنچتا ہے اس سے ہماری امداد بند ہو گی۔ بہر حال وزیر اعظم اور وزراء نے دوسرا راستہ نکال لیا کچھ ہم سنبھل گئے مگر اس خاتون نے وہاں جا کر اتنی کوشش کی کہ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی ہندو 'یہودیوں کی رہنمائی اور دوستی میں اور کیا ہو سکتا ہے لہٰذہ یہ تحریک زیر بحث لائی جائے کیونکہ بہت اہم ہے کیونکہ اس سے ملک کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اور اس ملک میں آئین 'عوام سے بہت ہی دھوکہ 'فریب اور دغا کیا گیا ہے۔

سید عباس شاہ : پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب چیئرمین : جی فرمایئے کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید عباس شاہ : سر اس تحریک کے متعلق میں ایک Clerification کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : وہ بعد میں کر لیں میں آپ کو بھی موقع دوں گا لیکن پہلے یحیٰ بختیار صاحب۔ چونکہ I want to understand کہ یہ پریولیج موشن بنتا ہے کیا؟

Mr. Yahya Bakhtiar: Thank you Mr. Chairman. I really don't know what are the rules and what are the rules of admissibility whether hear-say evidence is admissible in this honourable House unless the honourable Member produces before the Chairman and the House the exact text of Mohtarama Benazir Bhutto's speech in America or Address of said conference it is highly unfair to discuss the matter.

Mr. Chairman: This is you see based on the newspaper report,

جو ساتھ منسلک کی گئی ہے یہ جو ساتھ لگائی گئی ہے۔

Mr. Yahya Bakhtiar: These are the reports of September, the National Assembly met after that.

جناب چیئرمین : یہ میں آپ کو بتائے دیتا ہوں یہ "نوائے وقت" ہے مورخہ یکم ستمبر 1991ء۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Exactly, Sir, after that National Assembly met, she (Mohtarama Benazir Bhutto) was sitting there, there were more partriotic persons if not equally patriotic persons present and they could have objected. Nobody said a word about it and actullay this is meant to malign the honourable Leader of the Opposition. She is patriotic, she would never do anything against the interest of the country.

(Interruption)

Mr. Yahya Bakhtiar: She took outh, yes, but what about these Generals, who took oath to protect the Constitution and then they subverted it, suspended it. What about them? Why did not you open your mouth at that time?

So, please don't maligne the Leader of the Opposition unless you have the exact text. She made speeches after that, she made clarification after that, she had press conferences after that, all these may be produced before the honourable House and then, he can speak on exact words she had stated. I say with all responsibility that she said nothing against the interest of the country, Mr. Abdul Qadir the great Scientist has already said exactly the same thing which she said and that should also be brought on the record. Unless Sir, you have all the records before you.....

Mr. Chairman: I will just tell you what I have on the record یہ ہے جی یکم ستمبر کی نوائے وقت جس میں ہیڈ لائن یہ ہے "بے نظیر نے ایٹمی اسلحہ کے متعلق مغربی الزامات کی تصدیق کر دی" بی بی سی کا دعویٰ۔ اور یہ لکھا ہوا ہے کہ انٹرویو

انہوں نے بی بی سی کے نامہ نگار کو دیا۔ جس نے پھر آگے رپورٹ کیا اور لکھا ہوا ہے کہ غیر ملکی صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے اس جانب اشارہ کیا کہ پاکستان نے گذشتہ پانچ سال کے دوران ایسا ہتھیار بھی بنانا شروع کر دیا ہے۔ so this is the report آپ دیکھ لیں۔

Mr. Yahya Bakhtiar: I know Sir, but after that she had a press conference. There was a press conference, the same questions were put, and there was a clarification. So, please call for all that. To be fair to the very highly placed person in the country, all that she said about this on this subject in press conference in clarification.

Mr. Chairman: Could you get the information because you....

Mr. Yahya Bakhtiar: I will need time.

Mr. Chairman: O.K. I will give you time.

Mr. Yahya Bakhtiar: I will definitely try for that.

Mr. Chairman: Because, I think, it is important that you get authentic verision.

Mr. Yahya Bakhtiar: Yes Sir, but at the same time if you will.....

(Interruption)

Mr. Chairman: No point of order, please.

Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, this is an adjournment motion, let the House be allowed to discuss it. We will also produce documents, Sir. We have plenty of documents.

<u>جناب چیئرمین:</u> یحیٰ بختیار صاحب بات کر رہے ہیں پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں، میں ایک وضاحت کر دوں کہ Point of order should not be used to interrupt a Member's speech. اگر آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو بعد میں بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر کسی آدمی کی تقریر میں مداخلت کریں گے تو پھر ماحول اچھا نہیں رہے گا۔

<u>جناب یحییٰ بختیار</u> :   آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ مطلب پہ آؤ مطلب پہ آؤ۔

؎ بات مطلب کی کروں گا ہوش میں آنے کے بعد

Till the end did you do it ? I don't know what you are saying but I only request you Sir, very humbly that you are sitting in a position that you can get the material within twenty four hours. I will have to contact Mohtarama in Karachi to find out. So, therefore, I will also try but you kindly try to get the material and then we will discuss it, otherwise it is not admissible at all.

Mr. Chairman: I will try. Abbas Shah Sahib you wanted to say something. Can you help me on this question ?

Syed Abbas Shah: Sir, Exactly what I am saying is Sir, that this news about her statement I was correcting some of my colleagues also that it was on record in the foreign press that during the time of Indian exercise 'Brosstac', this thing مصلحتاً جس کو کہتے ہیں was leaked out to the world and to India also that Pakistan has reached certain stage, and after that if you read correct history, the record and speeches of Dr. Abdul Qadir and similarly Munir Ahmad Khan that whatever, I am not defending anybody, was said later on are the facts which have been already disclosed earlier. So, it was no more a secret, Sir. Thank you very much.

... a secret, Sir. Thank

Mr. Chairman: Manzoor Ahmad Gichki Sahib.

<u>جناب منظور احمد گچکی</u> :   جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا اور میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ نہ ہی میں ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے کی پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں اور نہ بے نظیر کی حکومت سے آپ کو اور بہت سے ہاؤس کے دوستوں کو علم ہے کہ میں ہمیشہ اپوزیشن میں رہا ہوں۔ لیکن جناب والا! میں یہ ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے معزز دوست نے جس طریقے سے اپنے مقصد کو plead کرنے کی کوشش کی اس میں ایسے لگتا تھا کہ وہ directly or indirectly یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے چونکہ ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے وہ انداز نہیں رکھ سکتے تھے کہ سیاستدان بدنام ہوں گے تو پھر دوسرے لوگ آئیں گے اس طریقے سے اسے directly نہیں رکھا لیکن indirectly اس نے اس طریقے سے رکھا کہ چونکہ اس ملک کے سیاستدان ناکام ہو

چکے ہیں نا اہل ہیں اس لئے وہ بہتر نہیں۔

پھر دوسری بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل 6 کی جو بات میرے دوست نے کی اور 1977ء میں جو کچھ ہوا کیا اس کے لئے بھی وہ اس کو apply کریں گے کہ نہیں پھر اس مقصد کے لئے کہ ایک راز فاش ہوا فلاں ہوا۔ جناب والا! گیارہ سال تک اس ملک میں جو کچھ ہوا وہ تو لوگوں کے سامنے ہے تو آرٹیکل 6 کو تو وہاں بھی apply کیا جائے۔ پھر تیسری بات یہ ہے کہ جی بنگال میں جو کچھ ہوا اسے توڑا گیا فلاں کیا گیا ہم تو آج بھی کہتے ہیں کہ دونوں مجرم ہیں اس ملک میں جو برسراقتدار تھے جنہوں نے اس ملک کو توڑا ہے وہ اس لئے جناب والا! نہیں توڑا کہ بنگال نے اپنی آزادی کا اعلان کیا اور وہ خود جانا چاہتے تھے بلکہ اس کے پیچھے اتنی بڑی فلاسفی ہے کہ چونکہ عددی اعتبار سے بنگال اکثریت میں تھا اس ملک کے حکمران برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ وہ برسراقتدار آ جائیں چونکہ وہ شروع سے ان کے بوٹوں تلے روندے جاتے تھے اس لئے زبردستی بزور شمشیر ان کو علیحدہ کیا گیا اور اس جرم میں ایک فریق ہی شریک نہیں تھا بلکہ دوسرا فریق بھی شریک تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دور کے سیاست دان خصوصاً جو مغربی پاکستان میں اکثریت میں آئے تھے اور خصوصاً وہ طبقہ جو اقتدار میں تھا اور جو یہ چاہتا تھا کہ 32 فیصد کے بل بوتے پر پاکستان کے اندر اپنے حق حکمرانی کو مزید مضبوط کیا جائے اور باقی تینوں صوبوں کو اپنے بوٹوں کے نیچے دبایا جائے یہ پوری فلاسفی تھی اور وہ جو ہیں وہ لے کر بیٹھے ہیں کہ جی ذوالفقار علی بھٹو نے توڑا وہ تو with the collaboration of the ruling clique of that time ہوا۔ آپ دیکھتے ہیں وہ تو ان کی ملی بھگت سے تھا وہ کون تھے جن کی باقیات کے ساتھ آپ نے بیٹھ کر گیارہ سال اس ملک کا تیا پانچہ کیا وہ ان کے ساتھ وہ کون تھے؟

<u>جناب چیئرمین</u>: اس سٹیٹمنٹ کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

<u>جناب منظور احمد گچکی</u>: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق بالکل نہیں بنتی اس میں رولز کے مطابق ہمارے پاس چار چیزیں ہیں کہ جی کوئی ایک رکن ایک ہی نشست کے دوران ایک سے زیادہ سوال پیش نہیں کر سکتا۔ دونوں معزز اراکین نے پچاس سوال بیچ میں ڈال دیئے بنگال بھی ڈال دیا دکن بھی ڈال دیا............

<u>جناب چیئرمین</u>: وہ تو دلائل میں ڈالا ہے جو ان کا موشن ہے وہ تقریر کے حوالے

سے ہے۔

جناب منظور احمد گچھکی: نہیں جناب وہ نہیں ہے، آج آپ نے بڑا کرم کیا کہ ہمیں اجازت دی اگر ہماری کوئی تحریک استحقاق بنتی ہے تو دو منٹ میں کہا جاتا ہے کہ جناب یہ رولز کے مطابق نہیں ہے اور آپ ہمیں بٹھا دیتے ہیں لیکن ایک گھنٹہ اس نے تقریر کی ایک گھنٹہ انہوں نے تقریر کی اور اس کو ایسے لگتا ہے کہ press consumption کے لئے چھوڑا گیا ہے کہ اس کو ہم press consumption کے لئے استعمال کریں گے۔

جناب چیئرمین: یہ جو معاملہ اٹھایا گیا ہے اس کی اہمیت تو ہے تو میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس پر assist کریں کہ privilege motion بنتا ہے کہ نہیں بنتا۔

جناب منظور احمد گچھکی: جناب والا! میں کہتا ہوں کہ یہ جو ہمارے پاس اس کے چار شرائط ہیں یہ ان چاروں میں کہیں نہیں آتا البتہ میری دانست کے مطابق ممکن ہے کہ تحریک التواء ہو لیکن یہ تحریک استحقاق نہیں بن سکتی کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چاروں میں سے کسی کیٹیگری میں نہیں آتا دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس طریقے سے ہم استحقاق کی تحاریک لانے لگیں گے تو بہت سی تحاریک لائی جا سکتی ہیں پھر کہتے ہیں کہ جی راز کی بات راز کی بات تو اس ملک میں اسرائیل کے ساتھ collaboration میں لوگوں نے arms scandle کئے۔

(وقفہ اذان)

Mr. Chairman: The House is adjourned to meet again at 5.40 P.M.

[Then the House adjourned for prayers.]

[The House re-assembled after interval with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair].

جناب چیئرمین: اور کوئی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ ظفرالحق : جناب چیئرمین! میں صرف اس موشن کی technical aspects کے اوپر گزارش کرنا چاہتاہوں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین: جی اصل میں وہی مسئلہ ہے ناں۔

راجہ ظفرالحق : سوال یہ ہے کہ دو قسم کے پریولجز ہیں۔ ایک وہ privileges ہیں جو individual members کے ہیں کہ وہ ہاؤس میں participate کرنے اور ان کی اپنی individual dignity ہے اس کے بارے میں اگر کوئی چیز derogate کرتی ہے تو وہ پریولج موشن لاسکتے ہیں خود بھی لاسکتے ہیں اور ان کی جگہ کوئی اور بھی لاسکتا ہے۔

ایک دوسری قسم کا پریولج یہ بھی ہے جس کے لئے میں اقتسابات پیش کرنا چاہتاہوں وہ پریولج یہ ہے کہ اگر ارکان میں سے کوئی رکن ایسا کوئی conduct ایسا کوئی طرز عمل اختیار کرتا ہے جس سے اس کے indual طرز عمل سے تمام ہاؤس کی dignity اس سے جو اعلیٰ سطح کی behaviour کی توقع ہے اس کے اگر وہ متاثر ہوتی ہے تو یہ بھی سارے ہاؤس کا پریولج بنتا ہے۔ اس کے لئے May's Parliamentary Practice. صفحہ ۱۱۹ میں یہ کہا گیا ہے۔

> "The acceptance by any Member of either House of a bribe to influence him to his conduct as such Member or of any fee, compensation or reward in connection with the promotion of, or opposition to any Bill, Resolution, matter or thing submitted or intended to be submitted to the House or any committee thereof is a breach of privilege."

یہ ایک indvidual member کی کسی conduct کی وجہ سے جو undignified ہو جو بطور ممبر اس معیار کا نہ ہو جو aspersions cast ہو سکتی ہے پورے ہاؤس پر اس کے ارکان پر تو یہ بھی breach of privilege کے طور پر لیا جا سکتا ہے............

جناب چیئرمین: یہاں پر یہ کیسے relevant ہو گیا یہاں پہ کون سا ان کو award ملا یا اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے ؟

راجہ ظفرالحق : یہ اس طرح ہے جناب کہ ہمارے ملک میں یہ رواج بن گیا ہے اور یہ تاثر سا قائم ہو گیا ہے کہ پاکستان کی سیاست کے اندر کسی شخص کا مقام طے کرنے کے

لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ بیرونی ممالک کی ہمدردی بھی حاصل کرے۔ اور جو issues بڑے sensitive ہیں ان کے بارے میں ان کی حمایت کی جائے اور ان کی ہاں میں ہاں ملائی جائے اور یہ امید رکھی جائے کہ میرے اس طرز عمل کی وجہ سے میری acceptability ان ممالک میں بڑھ جائے گی یہ بہت sensitive issue ہے۔ اس لئے آئے روز اخبارات میں بھی آتا ہے کہ ہمارے ملک کے بسا اوقات سیاستدان جب کوئی crisis کا period آتا ہے تو بیرونی ممالک کے سفراء جو اسلام آباد میں ہیں ان سے ملنے کے لئے چلے جاتے ہیں اور یہ آج کی پریکٹس نہیں ہے کوئی سالوں سے چل رہی ہے۔

اس سے بڑھ کر جو بات اس معاملے پر چلی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے نیوکلیر پروگرام کے بارے میں امریکہ کا خاص ایک نقطہ نگاہ ہے اور وہ اس کوشش میں ہے جس کا اظہار بھی اس نے کئی بار کیا ہے کہ پاکستان کو ایک خاص حد سے آگے نہ بڑھنے دیا جائے۔ اس بارے میں کوئی زبانی کلامی بات نہیں بلکہ جرائد، رسائل، اخبارات اور سٹیٹمنٹس میں جو امریکہ کے ذمہ دار لوگ ہیں وہ یہ بیان کرتے رہتے ہیں اور پاکستان نے ہمیشہ سے یہ موقف اختیار کیا ہے جس موقف کا اعادہ محترمہ بے نظیر بھٹو جب وہ اقتدار میں تھیں تو انہوں نے بھی کیا اور اکثر اوقات انہوں نے یہ کہا حکومت میں ہوتے ہوئے کہ پاکستان کا جو ایٹمی پروگرام ہے پر امن مقاصد کے لئے ہے انرجی اور علاج کے لئے ہے زراعت کی بہتری اور باقی سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے لئے ہے اور اس میں انہوں نے کبھی وہ موقف اختیار نہیں کیا جو موقف انہوں نے امریکہ میں یا بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ اور اس کی وجہ سے اسی وقت تو دیکھ جائے گا کہ بادی النظر میں prima facie کیا صورتحال بنتی ہے یہ تو بعد کی بات ہے کہ وہ جس کے خلاف ہو یا اس کا کوئی حامی یا وہ خود اس کے contradiction میں materials پیش کرے یا نہ کرے لیکن اگر بی بی سی کی رپورٹ کے بارے میں کوئی شک و شبہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے لئے بھی ایک بڑا آسان سا طریقہ ہے کہ یہاں ریڈیو پاکستان میں یا پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن میں Radio Monitoring Cell ہے جو دنیا بھر کے ریڈیو سٹیشنوں کو 24 گھنٹے monitor کرتا ہے اور اس میں ان کا یہ انٹرویو جو بی بی سی کے ذریعے سے نشر ہوا وہ بھی موجود ہو گا اس سے دیکھا جا سکتا ہے لیکن ہمارے پاس فی الحال کوئی ایسا میٹریل نہیں ہے کہ ہم یہ کہیں کہ "نوائے وقت" کی، جو بڑا

سنجیدہ پرچہ ہے جس کے بارے میں ایک ریکارڈ شاہد ہے کہ "نوائے وقت" نے کم از کم کوئی ایسی رپورٹ کبھی شائع نہیں کی جو totally off the mark ہو اس لئے جہاں تک نوائے وقت کی ہیڈلائن ہے یا کوئی ایسی publication ہے تو اس وقت کم از کم اسے dispute کرنے کی گنجائش نہیں ہے لیکن اگر یہ طرز عمل اختیار کیا گیا تو اس کے دو پہلو ہیں ایک تو ہے کہ اگر یہ درست ہے جو انہوں نے کہا تو پھر جو حلف انہوں نے بطور ممبر کابینہ اور بطور وزیر اعظم when she entered upon her office اس وقت اٹھایا تھا اس کی خلاف ورزی ہے جس کے لئے علیحدہ کارروائی ہو سکتی ہے کیونکہ جو ان کے علم میں آئے جو بحیثیت وزیر اعظم ہی کوئی چیز ان کے علم میں آ سکتی ہے اور ایک عام آدمی کی دسترس سے وہ باہر ہے وہ Secrets جو حکومت کے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ اس سے کوئی credibility ملتی ہے مخالفین کے لئے کہ پاکستان کیا بنا چکا ہے اور کیا نہیں بنا چکا اور کس لیول پر ہے لیکن اگر کوئی آدمی اپنی اس حیثیت کو جو وزیر اعظم کی ہے اور کوئی معمولی حیثیت وہ نہیں ہے اسے اختیار کر کے وہ کہے کہ اس حیثیت میں جو مجھے اطلاح ملی تھی اس کی بنا پر میں یہ کہتی ہوں کہ پاکستان نے آج سے 5 سال پہلے یہ لائن کراس کر لی تھی یا ایٹمی ہتھیار بنا لئے تھے تو پھر یہ نہ صرف اس حلف کی breach ہے۔ اور State secret کا افشاء ہے بلکہ بطور ممبر بھی اب موجودہ صورت میں یہ ایسا طرز عمل ہے جو نہ صرف ملکی مفاد کے خلاف ہے بلکہ بطور member of the Parliament یہ ایک ایسا طرز عمل ہے جو غیر ذمہ دارانہ ہے کیونکہ اس حقیقت میں جائے بغیر ایک آدمی کا صرف یہ کہہ دینا کہ مجھے بطور ممبر کابینہ یا وزیر اعظم یا member Parliament جو بھی مجھے حیثیت حاصل ہے اس کی وجہ سے میں یہ کہتا ہوں تو پھر یہ دونوں لحاظ سے ہاؤس کا بھی breach of privilege بنتا ہے اس کے علاوہ میں گزارش کروں یہ page 141 ہے۔

(May's Parliamentary Practice)

> "If a complaint is made against a Member or an officer of the other House, the usual mode of proceeding is to examine the facts...."

پہلے یہ ہو گا۔

> "..... and then lay a statement of the evidence before the House of which the person complained of is a Member or an officer.
>
> In one instance after a complaint had been made in the House of Commons of a speech delivered (outside the House)....."

It states that this is also outside of the House.

> ".... by a Member of the House of Lords, a motion was made to refer the matter to the Committee of Privileges, but was withdrawn after the Speaker had announced that he had received a letter of apology from the peer concerned which he read to the House."

اس لئے اگر دوسرے ہاؤس کا رکن بھی اس قسم کا کوئی بیان دیتا ہے تو پھر اس کا یہی طریقہ ہے کہ اس کو بھی examine کیا جائے thrash لائے جائیں پھر اس کے بعد ایسی صورت اختیار کی جائے جس سے یہ thrash ہو جائے اور پھر اس کے بعد یہ اگر سمجھا جائے۔ جائے کہ واقعی یہ کیس بنتا ہے تو جس ہاؤس کا وہ ممبر ہے اس میں وہ تحریک بھیج دی جاتی ہے اس میں اس لئے احتیاط کی گئی ایک اور کیس ہے کہ on 22nd of June 1858, the House of Commons resolved (Page—120), I quote:

> "that it is contrary to the usage and derogatory to the dignity of this House that any of its Members should bring forward, promote or advocate in this House any proceeding or measure in which he may have acted or been concerned for or in consideration of any pecuniary fee or (any other) reward."

اس لحاظ سے ہاؤس کے اندر بھی جب بحث ہو رہی ہو تو کوئی آدمی جو اس معاملے میں باہر کسی حیثیت سے بھی concerned ہو وہ اس کو ہاؤس میں بھی نہیں لا سکتا اس کو بھی indignified behaviour سمجھا جاتا ہے اور breach of privilege کہا جاتا ہے

اسی طریقے سے Kaul کی کتاب میں ہے۔ At page 209 (Kaul); contempt of the House may be defined generally as I quote:—

> "Any act or omission which obstructs or impedes either House of Parliament in the performance of its functions, or

which obstructs or impedes any member or officer of such House in the discharge of his duty, or which has a tendency, (not directly but has a tendency) directly or indirectly, to produce such results, even though there is no precedent of the offence. Hence, if any act, though not tending directly to obstruct or impede the House in the performance of its functions, has a tendency to produce this result indirectly by bringing the House into odium, contempt or ridicule or by lowering its authority, will constitute contempt of the House and it makes a breach of privilege."

یعنی اگر کوئی ایسا conduct ہے جس کے ذریعے سے نہ صرف یہ کہ اس کی کارروائی میں مداخلت physically پڑے بلکہ بیرونی دینا میں یا ہاؤس سے باہر لوگوں کی نگاہ میں اس ہاؤس کے ایک رکن کے طرز عمل کی وجہ سے اگر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ہاؤس کے ارکان غیر ذمہ دار ہیں جنہیں اپنے ملک کا مفاد عزیز نہیں انہوں نے secrecy جو کا حلف لیا ہے اس کے پابند نہیں اور انہیں اس بات کا بھی احساس نہیں کہ اپنے ملک کے مفادات کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس میں اگر کوئی اس بات کا شائبہ tendency بھی پائی جائے کہ یہ دوسرے لوگوں کی نگاہ میں اس ہاؤس کی عزت اس کے ارکان کی عزت بطور رکن متاثر ہوتی ہے تو یہ بھی ایک privilege کا معاملہ بنتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی جناب گلزار احمد خان۔

جناب گلزار احمد خان: جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ معزز محرکین نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی ذات کو زیادہ طور پر ڈسکس کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ relevant نہیں ہے اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ آپ کے پاس جو رپورٹ پیش کی گئی ہے اور جو ابھی آپ نے پڑھی ہے اس میں یہ واضح طور پر ہے کہ بی بی سی نے دعویٰ کیا ہے بی بی سی نے دعویٰ کیا ہے ابھی اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے اور یہ بی بی سی کا دعویٰ کوئی evidence نہیں بن سکتا اور میں یہ عرض کروں گا کہ بی بی سی پر اتنا بھروسہ نہ کیا جائے کیونکہ بی بی سی ہمیشہ اسلام دشمن ثابت ہوئی ہے۔

جناب عالی! تیسری بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس خبر کی تردید بھی کی ہے وہ تردید میں نے پڑھی تھی لیکن میں نے اس کو

اپنے پاس نہیں رکھا لیکن میں جناب چیئرمین آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ جہاں تک ایٹمی پروگرام کے متعلق نہ کرنے کی بات ہے یہ بڑی واضح بات ہے کہ ہم اپنا ایٹمی پروگرام inspection کے لئے open کرنے کو تیار ہیں provided کہ انڈیا بھی inspection کے لئے open کرے تو اس میں راز کی کون سی بات ہے ہم جب inspection کے لئے open کرنے کے لئے تیار ہیں تو اس میں کون سی راز کی بات آجاتی ہے اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ یہ انتہائی حساس مسئلہ ہے یہ ایٹمی پروگرام ہماری قوم اور ملک کے لئے انتہائی حساس مسئلہ ہے اس پر debate ہم نے open کی تو وہ اندرونی راز.......... یہ بیرونی بات ہو سکتی ہے ایٹمی پروگرام کی بات ہم کیوں نہ کریں گے ہر جگہ کریں گے ہم ایٹمی پروگرام کے متعلق کام کر رہے ہیں یہ صحیح ہے ہم پر امن مقاصد کے لئے کر رہے ہیں اس سے مفاد حاصل کر رہے ہیں لیکن یہ کوئی ممنوعہ بات یا کسی آئین میں یہ نہیں ہے کہ یہ راز ہے اور اگر کوئی ایٹمی پروگرام کی بات کرے گا تو breach of privilege ہو جائے گا۔ breach of Constitution ہو جائے گا privilege motion ہو جائے گا یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا۔ This is not the way I don't think so

میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک حساس ادارہ ہے اور یہ ملک وملت کا حساس کام ہے اس حساس مسئلے پر اگر ہم debate open کریں گے تو ایسے ایسے راز بھی افشا ہو جائیں گے کہ جس کے لئے ہمارے ملک اور قوم اور اس ادارے کو خصوصی طور پر بہت زیادہ نقصان پہنچے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس موشن کو کمیٹی میں لا کر اس پر debate open نہ کی جائے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: حافظ حسین احمد۔

<u>حافظ حسین احمد</u>: جناب چیئرمین! سب سے تو پہلے میں آپ کی دانائی کا پہلے بھی قائل تھا آپ نے ماشاءاللہ عقلمندی سے بدھ کی صورتحال کو کور کرنے کی کوشش کی ہے بہرحال جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ یقیناً یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اس میں سب سے بڑی بات جو سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ جن کا تعلق حزب اقتدار سے ہے یا جن کا تعلق حزب اختلاف سے ہے ظاہر ہے ان کے درمیان نظریاتی اور سیاسی کشمکش ہوا کرتی ہے اختلافات ہوتے ہیں ایک دوسرے کے خلاف بیانات بھی ہوتے ہیں

الزامات بھی لگائے جاتے ہیں لیکن آج ہم نے یہ سوچنا ہے کہ کیا ہمارے اختلافات پاکستان کی سرحد کے اندر تک ہوں گے یا ہمارے اختلافات پاکستان کی سرحد سے باہر بھی ہوتے رہیں گے۔ اس اہم مسئلے میں جو صورت حال سامنے آئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ صرف ایک طرف سے تساہل اور غلطی نہیں ہوئی ہے دونوں طرف سے یہی صورت حال پیدا ہوئی ہے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں ایٹمی پروگرام یا دوسرے خارجہ امور کا تعلق ہے آج تک ہماری حکومت نے خارجہ امور کے بارے میں کوئی واضح پالیسی طے نہیں کی ہے۔ اس سلسلے میں میں یہی کہوں گا کہ وزیر اعظم صاحب کے بیانات کو دیکھا جائے تو وہ کچھ اور فرماتے ہیں مثال کے طور پر نیو ورلڈ آرڈ کے متعلق کہ یہ ہمارے مقاصد کی تکمیل کے لئے بہتر ثابت ہو گا۔ صدر صاحب فرماتے ہیں نہیں ہم اسے مسترد کرتے ہیں اور اسلامی ورلڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں۔ کانجو صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں اس کو اگر چلایا جائے تو ہمارے تحفظ کے لئے ثابت ہو گا اسی طرح ہمارے ذکی صاحب اور شہریار صاحب الگ بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو مسائل ہیں جن کا تعلق خارجہ امور سے ہے جن کا اثر پاکستان پر پڑتا ہے وہاں اپنے اختلافات کو اس انداز میں نہ لیا جائے بلکہ خارجہ امور پر حکومت ایک پالیسی واضح کرے اور ان امور پر اپوزیشن کو بھی اعتماد میں لیا جائے اور طے کرنے کے بعد یہ کہا جائے کہ اندرونی اختلافات جہاں تک بھی ہوں صحیح ہے لیکن بیرونی سطح پر ہماری ایک پالیسی ہے ہم ایک متحدہ قوم ہیں چاہے ہمارا تعلق اپوزیشن سے ہو چاہے ہمارا تعلق حزب اقتدار سے ہو لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس پر آج تک کسی نے عمل نہیں کیا ہمارے صدر صاحب محترم جن کا بالکل غیر جانبدارانہ رول ہے لیکن ایران تشریف لے جانے کے بعد انہوں نے وہاں اپوزیشن پر تنقید کی ظاہر ہے اگر وزیر اعظم یا صدر صاحب اپوزیشن پر بیرون ملک تنقید کریں گے تو اپوزیشن لیڈر جتنے بھی ہوں گے وہ بیرون ملک اس کا جواب دیں گے اور اس سے بیرونی دنیا میں ہمارا جو وقار ہے وہ کم ہو گا اور ختم ہو گا ہم سمجھتے ہیں کہ اس بارے میں جو صورت حال ہے وہ اس لئے ہے کہ ہم جو اخباری بیانات دیکھتے ہیں اگر وزیر اعظم صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے آیٹم بم نہیں بنایا اور قائد حزب اختلاف فرماتی ہیں کہ ہم نے بنالیا اور دونوں پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! یقیناً دونوں میں سے ایک غلط کہہ رہے ہیں اور جس نے بھی غلط کہا اس سے پارلیمنٹ کا استحقاق مجروح ہوا۔ میں سمجھتا

ہوں کسی ایک کی بات تو سچ ہو گی لیکن آپ کے اخبارات میں تو قدیر خان صاحب کا بھی بیان چھپتا ہے باوجود اس کے کہ اس کے بعد اس کی تردید آئی ہے۔

اتنے اہم معاملات کے بارے میں اتنا غیر ذمہ دارانداز کیوں اپنایا جاتا ہے اور ہم بیرون ملک تضحیک کا شکار ہیں اور پارلیمنٹ کے ارکان ہوتے ہوئے آج ہمیں خود پتہ نہیں جس طرح میں نے گزارش کی کہ ہماری وزارت خارجہ کے جو مختلف افسران ہیں سیکرٹری جنرل صاحب ہیں دوسرے ہیں ہمارے محترم کانجو صاحب ہیں ہم جب ان کے بیانات اخبارات میں دیکھتے ہیں تو بالکل متضاد بیانات ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ 62 (3) اٹھا کر دیکھ لیں کہ معاملہ ایسا ہو گا جس میں سینیٹ کی مداخلت در کار ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاملے میں بھی جب ہماری موت وحیات کی صورت حال پیدا ہو گئی ہے اٹامک انرجی کے بارے میں متضاد بیانات ہیں اور خارجہ امور کے بارے میں متضاد بیانات دیئے جا رہے ہیں اگر اس معاملے میں بھی ہم اس ایوان بالا یا سینیٹ کی مداخلت کی اپیل نہ کریں تو پھر ہم کہاں جائیں۔ اس کے تحت یہ ضروری ہے کہ آپ اس تحریک استحقاق کو منظور فرمائیں اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے جہاں ہم بیٹھیں گے تو کسی نتیجے پر پہنچ سکیں گے اور پھر ہم اپنے تمام راہنماؤں سے گزارش کریں گے اپنے تمام تر اختلافات ایک جگہ پر لیکن خارجہ امور کے بارے میں اپنی لڑائی اپنی سرحدوں تک رکھیں بلکہ بیرون ملک اپنے ملک کی سالمیت کو داؤ پر نہ لگائیں۔

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ۔ جناب رحیم خان صاحب۔

<u>جناب عبدالرحیم خان مندوخیل</u>: جناب چیئرمین! اس وقت جو سوال زیر بحث ہے وہ ایڈ مسیبلٹی کا ہے کہ یہ پر ویلج بنتا ہے یا نہیں۔ جناب والا! اس بارے میں ایک بات واقعاتی طور پر پریس میں دیکھیں جیسا کہ یہاں سید عباس شاہ صاحب نے فرمایا جب یہاں انڈین ایکسرسائز ہو رہی تھیں اس وقت حکومت پاکستان کے اپنے سائنس دان قدیر خان نے یہ بات کی تھی جس حد تک تھی...........

<u>جناب چیئرمین</u>: اس کی تو contradiction آ گئی ہے۔ اس وقت نہیں ابھی پچھلے دنوں آئی تھی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : توبات یہ ہے کہ ایک بات یہ تھی کہ یہ ہوا ہے اب اس کے بعد یہ کہ امریکہ میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے فرمایا تو ان کی بھی تردید آ گئی ہے سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے جنرل ضیاء الحق کے دور میں اس پر باتیں ہوئی ہیں اب اس بات کو یہاں پر و یلج کا سوال بنانا یہ بات صحیح نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہاں ہمارے فاضل دوست فرمارہے ہیں dignity of the House obstructions ہاؤس کے جو فنکشنر ہیں یہاں dignity of the House کی جو explanation دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی بھی ایسی بات جس میں کسی کی باہر interests ہو وہ یہاں place نہیں کر سکتا تو یہ بھی dignity کے خلاف ہے یہاں جو بھی ہمارے بلز آرہے ہیں جو بھی ہماری پالیسیاں آرہی ہیں وہ تو ان لوگوں کے interests ہیں یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں تمام پارٹیز کا interest ہے۔

جناب والا! تیسری بات یہ ہے ہمارے دوستوں نے یہاں فرمایا اور خاص بات یہ کی کہ اس سے لوگ کہیں گے۔ یعنی بیورو کریٹس اور فوجی لوگ یہ کہیں گے کہ یہ سیاست دان جو ہیں نا اہل ہیں یعنی سیاست دان کے اس قصور سے کہ اس پارلیمنٹ کا ایک پریویلج بریچ کا یہ زیادہ بڑا بہانہ ہے'treason' مارشل لاء کے فوجی لوگ یہ آرگومنٹ بنائیں گے کہ سیاسی لوگوں نے فلاں غلطی کی ہے یہ نا اہل ہیں لہٰذا ہم اہل ہیں کہ آئین کے آرٹیکل 6 کو violate کریں۔ ہم آئین کو پھینکیں اور اس کو violate کریں اور ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ ان کی دلیل کافی ہے کہ سیاست دان نا اہل ہیں جناب والا! یہ بات صحیح نہیں ہے یہ ایسے ہی فوجیوں یا کسی اور کو یہ کہنا ہے آپ جو ہیں اہل ہیں اور سیاسی لوگ نا اہل ہیں۔ پھر جو یہاں لوگ کہتے ہیں کہ یہاں مسلمانوں نے غداری کی ہے یہ صحیح ہے صادق، جعفر، یہ صحیح ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ کل کا اخبار "فرنٹیر پوسٹ" پڑھیں، جس میں لکھا ہوا ہے کہ آئی ایس آئی، اسرائیل کی ڈیفنس فورس کے انٹیلیجنس ادارے۔ امریکہ کی سی آئی اے اور ایران کی انٹیلیجنس والوں نے مل کر یہ کام کیا ہے۔ امریکہ کا اسلحہ وہ یہاں لائے اور یہاں سے وہی اسلحہ ایران کے حوالے کیا۔ پیسہ امریکہ سے لیا اور یہ تمام arrangement جو ہے یہ اسرائیل نے کی۔ اسرائیل کے بارے میں یہاں پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر تو کہتے ہیں کہ ہیں کہ ہندو و یہود لیکن اسرائیل کی انٹیلیجنس یہاں اسلام آباد میں بیٹھی رہی اور ہمارے لوگ

یہاں کہتے ہیں کہ بھائی یہاں اسرائیل والے آئیں گے اور ہمیں بم سے ماریں گے۔ ہمارا ایٹمی پروگرام ختم کریں گے۔ ہم نے اسرائیل کے لئے عراق کو ختم کیا، ہم نے اسرائیل اور امریکہ کے لئے عراق کو شکست دی۔ ہم نے اسرائیل کو عراق کے خلاف اسلحہ دیا اور ہم کہتے ہیں کہ ہمیں امریکہ والے ماریں گے اور اسرائیل والے ماریں گے۔ جناب یہ صحیح نہیں ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے اور کوئی جعفر اور صادق ہے، تو یہ جعفر اور صادق برسراقتدار تھے، انہوں نے یہ کام کیا ہے۔ سیاسی لوگوں نے نہیں کیا ہے۔ البتہ یہ بات میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہاں ایک سیاسی عنصر ایسا ہے جو بیوروکریٹس اور فوجی آمروں کے ساتھی ہوتے ہیں اور پھر ان کے لئے کام کرتے ہیں اور اسرائیل انٹیلیجنس کے ادارے یہاں اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں تو کیا ان کو ہمارے ایٹمی پروگرام کا علم نہیں ہے جب ہمارے آئی ایس آئی والے سی آئی اے کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں تو کیا ہمارے ایٹمی پروگرام کا ان کو علم نہیں ہے، اور کیا ہمارا ایٹمی پروگرام کسی اور کو معلوم نہیں ہے۔ سب کو معلوم ہے۔ سب کو معلوم ہے سوائے پاکستان کے عوام کے تمام انٹیلیجنس ایجنسیوں کو اس کے بارے میں علم ہے اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو کچھ محترمہ نے کہا ہے یہ انہوں نے کچھ داغ ڈالے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم سیکریسی کے حوالے سے کچھ بات کر سکتے ہیں لیکن جو کچھ کہا گیا ہے کہ اتنا ہی ہے جتنا کہ قدیر خان نے کہا ہے۔ صرف اتنی سی بات ہے اس لئے یہ ایڈمسیبل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ طارق چوہدری صاحب، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں آپ کی باری تو ہو گئی ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب والا میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ فاضل ممبران اور یحییٰ بختیار صاحب اور گلزار صاحب نے یہ بات کی ہے کہ اس کو contradict کر دیا گیا تھا، اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس کو defer کریں............

جناب چیئرمین : ویسے بھی میں نے پہلے کہہ دیا ہے............

جناب محمد طارق چوہدری : وہ اپنی بات کے ثبوت کے طور پر کچھ لے آئیں اور میں بھی لے آؤں گا۔

جناب چیئرمین: وہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ ان کو میں وقت دوں گا اور آپ سے بھی کہوں گا کہ اگر آپ کے پاس بھی کوئی ایسی چیز ہے تو میرے سامنے لے آئیں۔ سید اشتیاق اظہر صاحب' آپ کیا فرمائیں گے۔

سید اشتیاق اظہر: جناب والا! جہاں تک اصل مضمون کا تعلق ہے اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کی پرامن ایٹمی پالیسی کے بارے میں کبھی بھی کسی کو شکایت نہیں ہونی چاہئے۔ ہماری جانب سے اور ہماری حکومت کی جانب سے' بار بار یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ ہمارا ایٹمی پروگرام جو ہے یہ پرامن مقاصد کے لئے ہے اور ہم لوگ اس بات کے لئے بھی تیار ہیں کہ اگر ہندوستان آمادہ ہو جائے تو ہمارا جو ایٹمی پروگرام پرامن مقاصد کے لئے ہو رہا ہے وہ بھی اوپن کیا جا سکتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ زرداری صاحبہ ہوں یا کوئی اور ہوں کہ اگر خارجہ امور پر غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا جائے تو اس کا نوٹس ضرور لینا چاہئے۔ اس معاملے میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسی طرح سے اطلاع دیتے رہے اور لوگوں کے بیانات چھپتے رہے جس میں محترمہ زرداری صاحبہ بھی شامل ہیں تو اس طرح سے ایک ایسا پنڈورہ بکس کھل جائے گا کہ جس سے اس ملک میں کوئی نظم و ضبط نہیں رہے گا۔ حلف کی وفاداری کا خیال نہیں رہے گا' ایک ایسی سیاسی بے ضابطگی ہوگی اور ایک ایسی سیاسی بے اعتدالی ہوگی جسے کوئی کنٹرول نہیں کر سکے گا۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج کے محرکین نے یہ تحریک استحقاق پیش کر کے ایک قانونی فریضہ ادا کیا ہے۔ جناب چاہے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا' خواہ سیاست دان ہو یا نہ ہو ہر رکن کو' خواہ وہ اقتدار میں رہا ہو یا نہ رہا' اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اس لئے یہ تحریک استحاق ضرور استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش ہونی چاہئے۔ اس کی باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہئے تاکہ یہ احساس پیدا ہو کہ اگر ہم میں سے کسی نے بھی کسی قسم کی بے اعتدالی کا مظاہرہ کیا اور ذاتی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے قومی مفادات کو نقصان پہنچانے کا سلسلہ شروع کیا تو اس پر ہمیں ضرور تنبیہ ہو گی۔ اسی طرح سے خاموشی اختیار کرتے رہے اور اطلاعات دیتے رہے' تاویلات پر تاویلات بناتے رہے' بگاڑتے رہے' تو اس سے پورے ملک کے قومی مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ اس لئے کہیں نہ کہیں ہمیں اس مسئلہ پر stand لینا چاہئے۔ یہ سٹینڈ لینے کا موقع ہے۔ یہ معاملہ جو ہے یہ استحقاق کمیٹی کے پاس جانا چاہئے

تاکہ وہ تفصیل کے ساتھ ہر بات کا جائزہ لے اور اس کے بعد جو نتیجہ ہے وہ سامنے آ جائے گا۔ اس کے بعد استحقاق کمیٹی ہی فیصلہ کرے گی کہ اس معاملہ کو کس طرح سے نپٹانا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی جناب چوہدری امیر حسین صاحب۔

Chaudhry Amir Hussain: Before I advance my arguments I will seek you permission to make a short statement with full responsibility on behalf of the government. Sir, the Atomic Energy Programme of Pakistan is entirely for peaceful purposes and gear towards generation of electric power as declared on several occasions at the highest level. Pakistan has neither the intention nor any programme for making nuclear weapons.

جناب والا! جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے، میں ٹیکنیکل گراؤنڈ پر اس کو اپوز کروں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے اور جو نکات اٹھائے گئے ہیں وہ بڑے وزنی ہیں کہ بطور وزیر اعظم پاکستان، اگر حلف آئین کے تحت اٹھایا جاتا ہے کہ جو بھی بات بطور وزیر اعظم علم میں آئے گی، اسے disclose نہیں کیا جائے گا۔ Third schedule جس میں کہ وزیر اعظم پاکستان کا حلف لکھا گیا ہے اور اس میں یہ واضح طور پر لکھا گیا ہے باقی چیزوں کے علاوہ That I will preserve, protect and defend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan and that I will not directly or indirectly communicate or reveal to any person any matter which shall be brought under my consideration or shall become known to me as a Prime Minister except as may be required for due discharge of my duties as Prime Minister.

جناب والا! یہ بہت اہم پہلو ہے جو کہ مد نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے بطور وزیر اعظم کہ ایک بات اگر ان کے علم میں آ جائے اور اس کو بعد میں جب وہ وزیر اعظم نہ بھی رہے اس کو disclose نہ کیا جائے۔ دوسرا پہلو جناب والا! یہ ہے کہ جہاں تک criticism کا تعلق ہے اس میں گورنمنٹ اور سٹیٹ میں بھی فرق رکھنا چاہئے لیکن چونکہ جناب والا! یہاں سینٹ کے کچھ رولز ہیں، ہم نے رولز کے تحت چلنا ہے اسی معزز ایوان نے یہ رولز بنائے ہوئے ہیں۔ تو میں دو تین ٹیکنیکل گراؤنڈ پر رولز کو مد نظر رکھتے ہوئے بات کروں گا۔

جناب ایک تو اس بیان کی میرے ریکارڈ کے مطابق تردید نہیں آئی ہے میں اس بنا پر یہ کہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے جیسے کہ فاضل ممبر نے فرمایا۔ البتہ یہ تحریک

استحقاق اگر تحریک التوا کی شکل میں پیش کی جائے تو میں بادی النظر میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ تحریک التوا بن سکتی ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ میرا یہ ایک argument تھا کہ اگر کوئی فاضل ممبر جو کہ نیشنل اسمبلی کا ممبر ہو' اور اس ایوان کا ممبر نہ ہو' تو اس کے خلاف اس ہاؤس میں تحریک استحقاق نہیں آ سکتی ہے۔ لیکن ایک فاضل ممبر' راولپنڈی سے' راجہ ظفر الحق صاحب نے اس کے برعکس جو arguments دیئے ہیں ان میں بھی بڑا وزن ہے کہ اگر ایک نیشنل اسمبلی کا ممبر ہو اور اس کے خلاف سینٹ یا either House میں House of Commons and Lords میں تحریک آتی تو evidence collect کرکے دوسرے ہاؤس کو بھیجی جا سکتی ہے۔ یہ پہلو بھی جناب والا! مدنظر رکھنا ہوگا۔ اس کے علاوہ میرا جو view point ہے میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر محترمہ نیشنل اسمبلی کی ممبر نہ ہوتیں اور as ordinary citizen of Pakistan وہ ایک statement outside the House دیتیں جس سے prestige of the senate or National Assembly is lowered تو پھر اس کو' میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پیش کیا جا سکتا تھا' کہ intentionally ایسا کیا گیا ہے۔ چونکہ جناب والا! strictly speaking on technical grounds میری یہ گزارش ہوگی کہ technically یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے اس لئے کہ چونکہ نیشنل اسمبلی کا سیشن ہوا' اس میں یہ تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی تھی' جو کہ نہیں کیا گیا۔ وہ اس ایوان کی ممبر نہیں ہیں' اس لئے directly سینٹ کی prestige lower کرنے کے لئے اس میں کوئی ایسی بات نہیں کی گئی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ پورے ملک کی' یعنی پورے پاکستان کی ایک پالیسی کو............

<u>حافظ حسین احمد</u>: پوائنٹ آف آرڈر۔

<u>جناب چیئرمین</u>: دیکھیں ناں کوئی تقریر کر رہا ہو تو مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔

<u>حافظ حسین احمد</u>: ہمیں پتہ نہیں چل رہا ہے کہ وزیر صاحب موافقت میں تقریر کر رہے ہیں یا مخالفت میں۔

<u>جناب چیئرمین</u>: جی' مجھے پتہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔

<u>چوہدری امیر حسین</u>: جناب والا! ان کو بھی پتہ چل جائے گا۔ جناب غیر ملکی سطح پر جو الزامات پاکستان پر nuclear programme کے حوالے سے لگائے جا رہے ہیں'

میں یہ کہتا ہوں کہ strictly speaking ان کی بھی تصدیق کی گئی لیکن on technical grounds یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے جو کہ طارق چوہدری صاحب کی ایک دلیل تھی کہ اس سے سارا جو نظام ہے وہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ Political system is a different thing and Houses یعنی گورنمنٹ میں اور اسمبلی اور سینٹ میں فرق ہے۔ یعنی جمہوریت کے لئے ایک پولیٹکل سسٹم ہے۔ that is outside the House اور ہاؤس کے اندر یہ ہے کہ derrogatory الفاظ کہے جائیں' in the functioning of either House of the Parliament رکاوٹ پیدا کی جائے۔ یا اس قسم کی کوئی سٹیٹمنٹ دی جائے یا کوئی کام کیا جائے جس سے کہ بذات خود اس ہاؤس کا وجود خطرے میں پڑے چونکہ انہوں نے کہا ہے کہ "پولیٹکل سسٹم" متاثر ہوتا ہے۔ تو پولیٹکل سسٹم میں اگرچہ widely اگر دیکھا جائے تو ایسے ہوتا ہے یعنی privilege ایک ایسی بات ہے جو کہ strictly speaking privilege بنتا ہو' محض presumption, پر یا inferences پر privilege motion admit نہیں ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: مطلب یہ ہے کہ یہ قیاس آرائی ہے' کوئی خطرہ نہیں ہے۔

چوہدری امیر حسین: جی' کوئی خطرہ نہیں ہے۔

Mr. Chairman: So that concludes the arguments on this question, I will defer this matter only to receive any further material, either contradicting this report or in support whatever it is وزیر پارلیمانی امور صاحب' اگر آپ کو بھی کوئی چیز اس پر ملے' وہ مجھے دے دیں یحیٰ بختیار صاحب' اس قسم کا مواد آپ بھی مجھے دے دیں۔

if you can get anything, I will also try and get any material on it of course the relevant questions would be No. 1 whether it amounts to a breach of privilege No. (2). Whether the statement by a Member of the National Assembly can be debated in this House and whether per-se violation of a constitutional obligation would amount to a breach of privilege. These are the technical questions, I will look into that but just to complete the factual side of this picture I will be grateful for any

material that you want to give to me. So, I will conclude this and defer it to the next date. Thank you. Next is. Yes Akhunzada Behrawar Saeed Sahib.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میری گزارش ایک یہ ہے کہ میرے ایک motions, ہیں جو کہ بہت اہم ہیں میری درخواست ہے کہ آپ انہیں سب سے پہلے لے لیں۔

جناب چیئرمین: وہ کون سے motions ہیں جناب؟

اخونزادہ بہرہ ور سعید: نمبر تو یہاں میرے پاس نہیں ہیں لیکن وہاں دونوں دیئے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، ہاؤس اگر اجازت دے تو میں تو ہاؤس کو ہی put کر سکتا ہوں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ان میں صوبائیت پر تخم ریزی کرنی ہے فوج اور سول میں حالت جنگ پیدا کرنا، ان کی کوششیں ہیں اور پاکستان کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی ایک مذموم حرکت ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو میرا خیال ہے میں examine کر لیتا ہوں آج بھی چونکہ اسی مسئلے پہ بات ہوئی ہے جو ملتا جلتا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس کو پرسوں لے لیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ٹھیک ہے پرسوں لے لیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پرسوں take up کر لیں گے............جی جناب۔

میر سہراب خان کھوسہ: جناب میرا بھی ایک موشن قومی مسئلہ پر ہے اگر اس کو بھی لے لیں تو...........

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں میں ہاؤس کو put کروں گا میں خود کوئی out of turn نہیں لیتا اگر کوئی ایسا مسئلہ ہوا تو ہاؤس کو put کر دوں گا اگر اجازت دیں گے تو لے لوں گا۔ یہ اختیار آپ لوگوں کا ہے میرا نہیں ہے۔

جناب منظور احمد گچکی: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں نے ایک تحریک التوا

دی ہے جو پاکستان میں اسرائیلی ایجنٹوں کی تعیناتی کے سکینڈل کے انکشاف کے بارے میں ہے۔ جو آج پورے ملک کے اخبارات میں چھپی ہے اور اس وقت اس کی پوری details 'Friday Times' میں آئی ہوئی ہیں میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے یہ پاکستان کی سلامتی سے متعلق ہے اور اس سے foreign intervention کا جو سلسلہ یہاں ہوا ہے اس کے بارے میں گزارش کروں گا کہ اس کو out of turn لیا جائے۔

جناب چیئرمین: وہ بھی put کر دوں گا اگر ہاؤس نے اجازت دی تو لے لیں گے۔ یہ تو آپ کا اختیار ہے۔ میرا نہیں ہے ترتیب کے ساتھ میرا اختیار ہے out of turn آپ کا اختیار ہے۔

جی اگلی تحریک التوا اشتیاق اظہر صاحب نمبر 66۔

ADJOURNMENT MOTIONS

(1) *RE:* ALLEGED THEFT OF ADMISSION FORMS IN THE DAWOOD ENGINEERING COLLEGE KARACHI

Syed Ishtiaq Azhar: This House taking a grave view on the news item in the daily 'Jang' Karachi dated 7th and 8th July, 1991, regarding stealing of two thousand admission forms in Dawood Engineering College Karachi and expected prolonged delay in the process of admission. List of seventy five candidates already selected from Karachi had been published vide daily 'Jang' dated 3rd July, 1991, and all the 75 candidates included in the list have already got admission in N.E.D. University as well and would have moved to this college being more interested in more lucrative and prospective fields viz electronics, chemical and architectural etc., which are not available in N.E.D. Thus the admission of seventy five 'A' Grade students belonging to Karachi and awaiting admission against resultant 75 vacancies will not be able to get admission this year as the session in N.E.D. University has since started and they would not be accommodated in N.E.D. due to the belated delay, as a result of theft of forms in Dawood Engineering College. Hence the House suspends its normal business to consider the above grave situation and protecting the right of bonafide students of Karachi town.

Syed Fakhar Imam: Opposed, Sir.

<u>جناب چیئرمین</u>: جی یہ فیڈرل گورنمنٹ کا کالج ہے؟

<u>سید اشتیاق اظہر</u>: جی ہاں۔

<u>جناب چیئرمین</u>: جی جناب بتائیے یہ کس طرح بنتا ہے اس میں تو آپ دو تین مسئلے لے آئے ہیں۔

<u>سید اشتیاق اظہر</u>: میں ان کا ذکر نہیں کروں گا بلکہ صرف اس سوال کا ذکر کروں گا کہ یہ دو ہزار فارم چوری ہوئے پھر دو ہزار فارم طلب کئے گئے۔ اس میں تقریباً ساڑھے پانچ مہینے لگ گئے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: یہ چوری کس نے کئے ہیں؟

<u>سید اشتیاق اظہر</u>: یہی تو ہے کہ اس کی رپورٹ ہوئی اس کی تحقیقات ہونی چاہئے ابھی یہ وزیر صاحب کچھ بیان دیں تو اس کے بعد کچھ عرض کروں گا۔ تو اس سے ساڑھے پانچ مہینے ہمارے طالب علموں کا نقصان ہوا اور وہ loss جس کا میں نے اس میں ذکر کیا ہے۔ seventy five admissions کا، وہ بھی آئے گا یہ مسئلہ بڑا clear ہے نوجوانوں کی قیمتی زندگی کا سوال ہے اور اس قسم کی صورتحال ایسی ہے کہ میں سمجھتا ہوں۔

<u>جناب چیئرمین</u>: یعنی اس سے آپ کا مدعا یہ ہے کہ ساڑھے پانچ ماہ داخلے delay ہو جائیں گے۔

<u>سید اشتیاق اظہر</u>: نہیں نہیں، delay ہوئے ہیں ساڑھے پانچ ماہ اب داخلے ہو رہے ہیں یہ پہلے ساڑھے پانچ مہینے delay ہوئے ہیں میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہئے کہ کس طرح سے delay ہوئے ہیں جو مجرم ہیں ان کو سزا ملنی چاہئے اگر یہ پرنسپل کا قصور ہے اس کو تبدیل کرنا چاہئے اس طرح قومی نقصان نہ کیا جائے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ جی۔ جناب وزیر تعلیم۔

Syed Fakhar Imam: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman it is correct that the theft had occurred on the night between the 3rd and 4th of July, 1991 and these forms were stolen. A Police case was registered, FIR was registered and it is still under investigation.

There are two or three points actually raised in this particular motion. One is the forms stolen, the other is the admission specially

pertaining to students from Karachi seventeen out of seventy five and then the delay in the admission. These are three separate issues which have been raised. In between there was one session of the Senate, I have the greatest respect for my colleague but they were not raisd at the earliest opportunity as well but I will despite that give all the facts of the case.

After the forms were stolen immediately new dates were given through advertisements in the newspapers and the delay unfortunately did take place and the situation is that now out of 368 seats 200 have already been filled in the rest 168 shall be filled in by about 20th of November, 1991, I think, the honourable Member is aware of that but we do regret the delay in this which was on account of the forms having been stolen. The Police has not been able to as yet come up and complete the case as to who actually stole the forms which is a provincial matter. And Mr. Chairman, I would apoligise on behalf of the college admistration for the delay which was due to the forms having been stolen. So, I would request my honourable colleagues not to press the motion.

جناب چیئرمین: جی اس بیان کے پیش نظر آپ اس کو پریس کریں گے؟

Syed Ishtiaq Azhar: I don't press.

Mr. Chairman: Thank you. Not pressed. Next adjournment motion is of Tariq Chaudhry and Fasieh Iqbal on the alleged misappropriation of compensation given by the Railway Minister to the legal heirs of a victim of Ghotki Railway Accident namely Abdul Qayyum.

Tariq Chaudhry Sahib.

(2) *RE*: ALLEGED ACCIDENT AT GHOTKI RAILWAY STATION AND MISAPPROPRIATION OF COMPENSATION TO THE VICTING

جناب محمد طارق چوہدری: میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ روزنامہ "جنگ" کی اشاعت 16 رجون کے مطابق وفاقی وزیر ریلوے کی طرف سے سانحہ گھوٹکی میں جاں بحق ہو جانے والے کوٹلی

ستیاں کے عبدالقیوم کی زندہ بچ جانے والی واحد بچی رضیہ کوثر کو دیئے جانے والے دس ہزار روپے کا امدادی چیک مقامی انتظامیہ نے خورد برد کر لیا ہے یہ اپنی نوعیت کا سنگین واقعہ ہے جس کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی فصیح اقبال صاحب........... آپ کا تو بہت late پہنچا ہے...........

اچھا دیکھ لیں گے۔ کون oppose کرتا ہے؟

جناب اعظم خان ہوتی: جی ہاں oppose کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی طارق صاحب کچھ مزید کہنا چاہیں گے؟

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! اگرچہ یہ کوئی اتنی بڑی amount نہیں ہے بظاہر دیکھنے میں یہی لگتا ہے کہ اتنی بڑی رقم نہیں ہے کہ جس پر اس ایوان کا وقت ضائع کیا جائے لیکن یہ واقعہ اپنے اعتبار سے بہت ہی ظالمانہ ' سفاکانہ اور قابل توجہ ہے کہ ہمارے سرکاری اہلکار اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ وہ مُردوں کے کفن چوری کرنے لگ جائیں۔ اگر تو یہ واقعہ درست ہے اور ویسے وفاقی وزیر ریلوے کو موقع دیا جانا چاہئے کہ واقعہ کی صحت کے بارے میں بتائیں کہ کیا یہ درست ہے اگر یہ درست ہے تو پھر ان کی مخالفت کرنا اس پہ' وہ بجائے خود بھی زیر بحث آئے گا اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے اگر ان کی statement سن لی جائے تو ذرا بہتر رہے گا۔

جناب چیئرمین: جی فصیح صاحب آپ بھی تائید کرتے ہیں۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! میں بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے وزیر ریلوے کا بیان اس خبر کی صحت کے بارے میں ہو جائے تا کہ علم ہو جائے کہ یہ صحیح ہے تو پھر میں عرض کروں گا۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب! یہ جس واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں یہ ایک اخباری اطلاع کی بنیاد پر ہے حقیقت یہ ہے جناب والا! کہ رضیہ کوثر جس بچی کا ذکر ہو رہا ہے یہ اس حادثے میں زخمی تھی اور ہسپتال میں تھی اور اس کو ریلوے کے ڈاکٹر نادر شاہ باقاعدہ Attend کر رہے تھے 18' 19 اور 20 جون کو اور اسی دوران ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ریلوے راولپنڈی نے ایک چیک 9 ہزار روپے کا اور ہاٹ کیش ہزار روپے کے' ڈویژنل میڈیکل

آفیسر راولپنڈی کو دیئے کہ وہ اس بچی کے ورثاء کے حوالے کرے وہ جب وہاں گئے تو اس بچی کے ساتھ جو تین اینڈنٹ تھے انہوں نے لینے سے انکار کیا اور انہوں نے کہا کہ اس بچی کا جو اصل وارث چچا جس کا نام ایوب تھا وہ آئیں گے تو وہ یہ پیسے لیں گے ان کے بعد 21 سے لے کر 24 جون تک سرکاری چھٹی تھی اور 25 کو انہوں نے کہا تھا یہ چچا تشریف لائیں گے۔ 25 کو جب دوبارہ ڈویژنل میڈیکل آفیسر وہاں گئے تو وہ پھر بھی نہیں آئے تو اس بچی کی موجودگی میں حنیف نام کا اینڈنٹ جو تھا اس کو رقم دی گئی اور اس وقت چیئرمین لوکل کونسل تحصیل کوٹلی بھی موجود تھے اور بعد میں وہ رقم اس بچی کے چچا ایوب کو دی گئی اور باقاعدہ اس کی رسید بھی موجود ہے اور ڈویژنل میڈیکل آفیسر اور چیئرمین لوکل کونسل کے دستخط موجود ہیں وہ پروفارما بھی موجود ہے اور وہ رسید بھی موجود ہے اور جناب والا! رقم اس کے چچا کے حوالے کی گئی۔

جناب چیئرمین: یعنی خبر درست نہیں ہے بقول فصیح اقبال صاحب کے۔

سید فصیح اقبال: وزیر صاحب یہ دیکھ لیں کہ یہ خبر چھپنے کے بعد ہوا ہے واقعہ یا اس سے پہلے ادائیگی کی گئی اس میں مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: آپ لڑکی کے چچا کا فرما رہے ہیں لڑکی کے والد کا بھی ذکر ہے ان کا نام عبدالقیوم ہے۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب یہ والد کا نہیں اس بچی کے دادا کا نام عبدالقیوم ہے۔

جناب چیئرمین: یعنی دادا کا ذکر ہے' وہ پیسے ان کو پہنچ گئے ہیں۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب پیسے پہنچ گئے ہیں اور یہ واقعہ 9 جون 1991ء کا ہے۔

جناب چیئرمین: رسید تو چچا کی ہے مقصد تو یہ تھا کہ اس بچی کے جو صحیح وارث ہیں والد ہے یا جو بھی ہے اس کو پہنچ جائیں۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: جناب اس کے گارڈین بھی اس کے چچا تھے اور دادا' تو دادا نہیں آئے چچا کو پیسے مل گئے اور اس کی باقاعدہ رسیدیں موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: تو مزید کوئی شکایت آپ کو نہیں پہنچی۔

جناب محمد اعظم خان ہوتی: نہ جناب۔

جناب چیئرمین: جی جناب طارق صاحب اس بیان کے بعد آپ اس تحریک کو پریس کریں گے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب اسی لئے میں نے کہا تھا کہ وزیر صاحب بیان دیں تاکہ اس کی صحت کے بارے میں معلوم ہو سکے اس لئے میں پریس نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: So, it stands disposed of as not being pressed. Next is adjournment motion by Mr. Tariq Chaudhry regarding reported fraud of rupees thirteen crores in the US aid to Pakistan, Tariq Chaudhry and Behrawar Saeed.

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! تحاریک التوا کا آدھا گھنٹہ ہو تو نہیں گیا؟

جناب چیئرمین: بس ہونے ہی والا ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: پھر اس کو میرا خیال ہے آپ ڈیفر کر دیں۔

جناب چیئرمین: چلیں پھر اس کو بعد میں ٹیک اپ کر لیں گے۔

Then next item is Item No. 2.

Muhammad Siddique Kanjo: Point of order. Sir, I wanted to make a short statement if you permit.

Mr. Chairman: Please.

جناب منظور احمد گھکی: جناب والا! point of order یہ جو آج Order of the Day میں دیا گیا ہے اس کے مطابق آج private member's day ہے اور Private Members' Day last week ہوا تھا اس میں اس وقت کافی items defer کئے گئے تھے تو وہ آج کے Orders of the Day میں وہ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کو کچھ یاد ہے کیا چیز رہ گئی تھی۔

جناب منظور احمد گھکی: ہاں بالکل مجھے یاد ہے کہ وہ جتنی بھی قرار دادیں

تھیں اور اس وقت کافی وزراء موجود نہیں تھے ریلوے کا نہیں تھا اور کافی دوسرے وزیر نہیں تھے اس لئے وہ ڈیفر ہو گئے۔

جناب چیئرمین: وہ آنے چاہئیں تھے وہ چیک کر لیتے ہیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی ضروری چیز ہے اور ڈیفر ہوئی ہے اور اس کو آپ زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو وہ بتا دیں تا کہ خاص طور پر نکال لیا جائے۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب کافی ڈیفر ہوئے ہیں مثلاً لاء اینڈ آرڈر سچویشن وغیرہ وہ سب ڈیفر ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے پتہ کرتے ہیں، جی جناب۔

Mr. Chairman: Minister of State for Foreign Affairs.

STATEMENT BY FOREIGN MINISTER REGARDING HIS VISIT TO SRI LANKA

Muhammad Sadique Kanjo: Thank you Mr. Chairman, I am very grateful for this opportunity to make a statement before the Senate on our recent visit to Sri Lanka. Sir, this is actually in pursuance of what we have started of that whenever the Prime Minister gets back from an international conference if any of the Houses is in session we will make it a point to report it to the House. This is in pursuance of that.

Sir, allow me first to give an account of the development that let to the postponement of the SAARC Summit. On November 2, the Standing Committee which meets at the foreign secretaries level held its meeting on schedule. On November 4, the Counsel of Ministers was informed that the King of Bhutan would not be able to attend the Summit due to urgent internal security reasons. As a result of this communication intensive consultations took place among the Ministers gathered at Columbo and also between delegations and with their respective heads of government on whether or not the Summit should continue if the King of Bhutan were to nominate a representative. Sir, there are three tiers to the entire conference. The first is the foreign secretary level, the second is the Counsel of Ministers and third is the Summit where the heads of the government meet.

So, Sir, before the formal session of the Counsel of Ministers there was an informal session and during this discussion, I based my

argument in favour of holding the Summit on the following bases: the legal position, Bhutan's intent, the impact of postponement and precedents. As regard the legal position the SAARC Charter is silent on the issue and does not insist on all seven countries being personally represented at head of state level or government level. I cited example of OIC, Non-aligned and Commonwealth meetings which continued despite only sixty to seventy percent attendance at the head of the government. As regards Bhutan's intent to send a representative. It clearly indicated that it did not wish its absence to disrupt or postpone the Summit. We also felt that the impact of an Eleventh SAARC postponement would cause great anguish and disappointment to the government and people of Sri Lanka who were prepared for the Summit with immense fervory and metioulous care.

As far precedents at the last Summit in Maldine no objection was raised to the participation of the Sri Lankan Prime Minister who was neither a head of state nor head of government, he is only a Senior Minister in the government of Mr. President Premadasa. For these reasons we strongly advocated that a representative of King of Bhutan may be accepted and the Summit be allowed to take place as scheduled. Sir, to all these arguments five delegations supported this stand. However, India maintained the position that the Summit requires the personal presence of every leader and since the King of Bhutan was unable to attend, the Summit needed to be postponed. As all SAARC decisions are required to be taken on the basis of unanimity, Sir. at the Summit level, there was no option but to accept the postponement of the Summit.

We did, however, hold the formal meeting of the Counsel of Ministers completing part of our agenda. Here-too we were able to take important decisions including the one which entitled the Members of the Parliament to visa free travel in SAARC countries. Once the Summit had been postponed on the request of the Sri Lankan Prime Minister, the Prime Minister of Pakistan decided that as a steadfast friend of Sri Lanka it was important that we go ahead with the visit as a mark of solidarity with the Sri Lanka and participate in the events arranged by the Government of Sri Lanka with much diligence and effort, Sir. Begum Khalida Zia, the Prime Minister of Bangla Desh, Mamoon Abdul Qayyum, the president of Maldive also held the same view and together we witnessed the memorable welcome by the Sri Lankan people magnificient cultural display and a large reception in Colombo. The visit enabled the Prime Minister to meet his Maldivien,

Bangla Deshi and above all Sri Lankan counterparts with whom bilateral matters were discussed. Sri Lanka whose people not only deeply appreciated the Prime Ministers visit but also profoundly moved by his speech. Our relations are likely to be improved significantly. The Prime Minister has mandated us to produce meaningful results in the trade, economic and development sectors within next three months. Our friendship with Sri Lanka is positively oriented and is not aimed against any third country.

As for SAARC, there is no doubt that it has received a setback. however, it is not disastrous and through cooperation and understanding, I am sure, SAARC be placed back on the rails. I am also convinced that SAARC stands for the benefit of the Member States, and that of the people of the region. Pakistan remains firmly committed to the SAARC and has contributed meaningfully to the establishment evelution and progress of this association. During Prime Minister's stay in Colombo which was in bilateral contacts he was able to project Pakistan's view on a number of issues. On Kashmir, the Prime Minister publicly called for the Kashmiri people to be given their right of self-determination. He also referred to his proposal of 6th June, 1991 on a Regional Nuclear Non-proliferation Regime as well as of the Afghanistan issue and the new International Order. These issues were also taken up by the Prime Minister in his bilateral discussion with the leaders other than Sri Lankan present in Colombo.

I thank you, once again, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you very much.

Item No. 2 is in the name of Malik Faridullah Khan.

THE CAPITAL DEVELOPMENT AUTHORITY (AMENDMENT) BILL, 1991 (INTRODUCED)

Malik Faridullah Khan: Thank you, Sir.

I beg to move that leave to introduce the Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1991, be granted.

جناب چیئرمین: کیوں جناب! کیا آپ اپوز کرتے ہیں۔ یہ ڈیکس کر لیں۔ بات کر لیں۔

ملک فرید اللہ خان: اس کے بعد اس کی اجازت تو مل جائے۔ I introduce the Bill

جناب چیئرمین: وہ ٹھیک ہے میں چاہ رہا ہوں آپ بھی گورنمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا بھی گورنمنٹ سے تعلق ہے تو آپس میں بات چیت کر کے یہ کیوں نہیں لے آتے۔

ملک فرید اللہ خان: وہ بھی درست ہے میں ان کے ساتھ اس کے اوپر ڈسکشن بھی کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ کس سلسلے میں یہ لا رہے ہیں۔

ملک فرید اللہ خان: یہ سی ڈی اے سے متعلق ہے۔ Sir, it is very simple and an important Bill. سی ڈی اے ایک اٹانومس ادارہ ہے اس میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے اس کے چیئرمین اور ممبرز باہر سے لائے جاتے ہیں تو ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ سی ڈی اے کے جو اپنے ایمپلائز ہیں ان کو بھی یہ موقع ملنا چاہیئے کہ وہ ممبرز بنیں یا اگر وہ چیئرمین کے لئے بھی کوالیفائی کرتے ہوں تو ان کو کیوں نہ چیئرمین بنایا جائے۔ Sir, this is very simple and I would like to discuss it with the Minister for Parliamentary affairs in his chamber.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ڈسکس کر لیں۔

چوہدری امیر حسین: جناب اس میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ پہلے بھی دو تین دفعہ موو نہیں کیا گیا اور کورٹ میں یہ کیس گیا ہوا ہے میں اس پر گزارش کرتا ہوں جناب والا! جو یہ ترمیم کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے پہلے آج تک یہ قانون ہے کہ سی ڈی اے میں جو ممبرز لئے جاتے ہیں ایک تو باہر سے لئے جاتے ہیں وہ tenure post ہے for 4 years اور کچھ گریڈ 20 کے آدمی سی ڈی اے کے ملازمین میں سے لئے جاتے ہیں as a Members of the Authority اب اس میں تو کوئی یہ ترمیم نہیں چاہتے یعنی پہلے بھی باہر سے بھی آدمی لئے جاتے ہیں اور سی ڈی اے کے 20 گریڈ آفیسرز سے بھی لئے جاتے ہیں اب یہ جو ترمیم کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے جو آفیسر آف دی سی ڈی اے گریڈ 20 کا ہو اگر اس کو ممبر نامزد کر دیا جائے تو جب تک وہ ریٹائر نہیں ہو جاتا یا اس کو بطور چیئرمین یا وائس چیئرمین پروموٹ نہیں کیا جا سکتا اس کو اس عہدے سے ہٹایا نہیں جا سکتا یہ ترمیم in nutshell کرنا چاہتے ہیں جناب والا! اس میں بڑی قباحتیں ہوں گی ایک تو یہ ہے کہ

جو باہر سے آدمی لیا جائیگا وہ تو چار سال تک office hold کریگا اور جو اس میں سے لیا جائیگا وہ جب تک ریٹائرڈ نہیں ہوتا اس کو بطور ممبر ہمیں رکھنا پڑیگا۔ نمبر 2 چیئرمین اور وائس چیئرمین promotion posts بھی نہیں وہ تو ہے کہ اگر گریڈ 20 کا آدمی چار سال کے لئے ممبر رہتا ہے تو کل دوسری پوسٹ پر اس کو لے جایا جا سکتا ہے اس طرح تو پھر یہ vested interest ہو جائیگا ایک دفعہ آدمی ممبر بن گیا یا پھر اس کو چیئرمین بناؤ یا وائس چیئرمین بناؤ ۔ other-wise till his retirement of his service وہ ممبر رہے گا اس لحاظ سے اس میں یہ defect ہے اس کو پاس کر کے ہم ایک اس قسم کا قانون بنا دیں گے جو ایک ہی کیڈر کے آدمیوں کے دو قسم کا قانون بن جائیگا اور as of right سی ڈی اے کا کوئی ممبر کہہ نہیں سکتا ملازم نہیں کہہ سکتا مجھے ممبر بنایا جائے اس لئے اس کی مخالفت کی جا رہی ہے ان کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے اس کو ہم اگر پاس کرتے ہیں تو سارا قانون ہی تبدیل ہو جائیگا۔

جناب چیئرمین : جی جناب ملک صاحب۔

ملک فرید اللہ خان : میں یہ گزارش کروں گا جیسے محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر سی ڈی اے کا گریڈ 20 کا ملازم ممبر بن جاتا ہے وہ دو terms ممبر رہ سکتا ہے اب جب وہ term پورا کر لے گا تو اس کے بعد اس کا کیا کیا جائے اس کو پھر demote کریں گے جبکہ وہ گریڈ 20 میں ہے اگر وہ ممبر نہیں رہے گا تو پھر اس کو واپس بھیجیں گے اس کو ڈائریکٹر جنرل بنائیں گے میں ان ممبران کی بات نہیں کر رہا جو باہر سے آتے ہیں وہ ممبر جو سی ڈی اے کے اپنے ایمپلائز بنتے ہیں اور وہ گریڈ 20 میں چلے جاتے ہیں اب اس نے دو ٹرمز پورے کئے اس کے بعد ان کا قانون ہے وہ ممبر نہیں رہ سکتا وہ آدمی کیا کریگا اس کو ڈائریکٹر بنائیں گے اس کو demote کریں گے۔ اس میں جو lance lacuna ہے وہ یہ ہے۔

جناب چیئرمین : اس کا پھر کیا حل کیا جائے۔

چوہدری امیر حسین : میں گزارش کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے یہاں بھی کوئی غلط فہمی ہوئی پہلی بات تو یہ ہے اگر گریڈ 20 کا آفیسر ممبر بنتا ہے تو بقول ان کے دو ٹرمز کے لئے رہ سکتا ہے درست بات ہے آٹھ سال تک رہ سکتا ہے پہلے چار سال اور ایک اور ٹرم اس کو دی جا سکتی ہے یہ اس کی پرفارمنس اور efficiency دیکھ کر لیکن جناب اگر قانون میں یہ

ترمیم مان لی جائے ایک آدمی کی عمر چالیس 45 سال ہو تو پھر اس کو ایک دفعہ ممبر بنا دیا گیا اور پھر 20 سال تک 40 سال عمر کا آدمی ممبر رہے گا اور اس کو ہٹایا نہیں جا سکتا اور یہ demotion والا معاملہ نہیں گریڈ 20 کا وہ آفیسر تمام مراعات وہ حاصل کریگا اور گریڈ 20 کی پوسٹ پر بھی کام کریگا یہ تو ہو نہیں سکتا ایک دفعہ اگر اس کو ممبر بنا دیا جائے تو پھر اس کو مستقل بطور ممبر یا اتھارٹی کا اس کو چیئرمین بناؤ اس طرح کام چل نہیں سکتا پہلے جو قانون ہے وہ درست ہے اور ٹھیک طرح چل رہا ہے at the most ایک اور ٹرم اس کی efficiency دیکھ کر دی جا سکتی ہے اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ کہیں ان کو غلط فہمی ہو گئی ہے وہ گریڈ 20 میں رہے گا وہ demote نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: میرا مطلب یہ ہے آپ اس کو discuss کر کے resolve کرنا چاہیں۔ or should I put it to the House?

چوہدری امیر حسین: جناب والا! وہ تو کرنا ہی ہے۔ پٹ کر دیں وہ تو میں نے گزارش کر دی ہے گورنمنٹ کی طرف سے۔

Mr. Chairman: This is a motion for leave to introduce the Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1991, moved by Malik Faridullah Khan.

(The motion as adopted)

Mr. Chairman: Leave is grante and this matter will go now to the Standing Committee concerned. وہاں سٹینڈنگ کمیٹی میں آپ یہ باتیں کر لیں اگر محسوس کرتے ہیں کہ اس کو لانا ہے تو پھر سٹینڈنگ کمیٹی میں اس کو ڈسکس کر کے لے آئیں۔

سید فصیح اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین آج میں وزیر داخلہ کو دیکھتا رہا وہ تشریف نہیں لائے۔

جناب چیئرمین: وہ بیمار ہیں ان کی اطلاع آئی ہے۔

سید فصیح اقبال: وزیر اطلاعات صاحب نہیں آئے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے 7 تاریخ کے "ڈان" میں خبر آئی تھی۔ Newsman was tortured. اور کل میں سری لنکا سے آیا ہوں وہاں جہاں پاکستان کا اتنا image تھا اور بلکہ اس سارک کانفرنس میں پاکستان

نے جو اتنا achievement کیا ہے' وہاں اسی اخبار میں یہ مضمون چھپا ہے کہ Reporter tortured interviewing Bhutto سوال یہ ہے کہ جب یہ گورنمنٹ یہاں موجود تھی' سات کو 'DAWN' میں یہ خبر آئی تھی اور میں نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا کہ ان کو torture تو نہیں کیا جارہا ہے' وزیر داخلہ صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم ہاؤس میں بتائیں گے۔ اب اس کا بیان ہے اب اگر یہ ہوا ہے تو کسی بھی مہذب ملک کے لئے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ پاکستان کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل ٹھیک ہے۔

سید فصیح اقبال: میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ہاؤس کی اطلاع کے لئے ضروری ہے کہ ایسی چیزیں جو ہیں یہ ملک کی بدنامی کا باعث ہوتی ہیں۔ اگر یہ بات غلط ہے تو اسی دن یعنی 8 تاریخ کو ہی حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہئے تھا۔ حکومت پتہ نہیں کیوں غیر سنجیدگی سے ایسے معاملات کو لے رہی ہے۔ یعنی 7 تاریخ کے 'DAWN' میں یہ خبر ہے۔

جناب چیئرمین: یہ بات صحیح ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔

سید فصیح اقبال: جناب والا! یہ انٹرنیشنل خبر ہے۔

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔

سید فصیح اقبال: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس میں آپ بھی interested ہیں۔

جناب چیئرمین: میں ضرور interested ہوں۔

سید فصیح اقبال: آپ بھی human rights کے champion ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب اس قسم کی خبریں آتی ہیں تو ہماری گورنمنٹ ان پر کیوں ایکشن نہیں لیتی اتنی غیر سنجیدہ کیوں ہے؟

سید اقبال حیدر: اس لئے کہ یہ خبریں صحیح ہیں۔

سید فصیح اقبال: یعنی آپ اندازہ فرمائیں کہ BBC internationally نے بھی یہ broadcast کیا ہے' ساری دنیا میں یہ خبر پہنچی ہے اگر یہ جرنلسٹ کا torture صحیح ہے تو میں کہتا ہوں کہ کسی بھی شخص کو torture کرنا صحیح نہیں ہے۔ یہ Third degree of 18th century کا اگر ہمارے ملک میں رویہ اختیار کیا جارہا ہے صرف خبر دینے میں' اب

دیکھنا یہ تھا کہ وہ ایک journalist تھا' اس نے کیا خبر چھاپی تھی' افسوس تو یہ ہے کہ حکومت نے اپنی ہی ایک قومی اخبار کے رپورٹر سے یہ رویہ اختیار کیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔

سید فصیح اقبال: میں وزیر اطلاعات سے درخواست کروں گا کہ کم از کم اس قسم کے معاملات سامنے آئیں تو ان کا نوٹس لیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی۔ آپ کی درخواست گوش گزار ہو گئی ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔ آپ اسے ایک مناسب موشن کے تحت لے آئیں۔

سید فصیح اقبال: جناب' یہ موشن آئے گا اگلے ہفتہ' جب یہ باتیں دنیا میں چھپ جائیں گی اور ہمارا پاکستان رسوا ہو جائے گا تو۔ تب بات کرنے کا موقع ملے گا۔

جناب چیئرمین: جناب' پارلیمنٹ تو ایسے نہیں چلتی ہے کہ جیب سے کوئی چیز نکالی اور کہہ دیا کہ یہ مسئلہ ہے۔

سید فصیح اقبال: یہ تو ایک مسئلہ ہے۔ جناب والا! بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو ہاؤس کے نوٹس میں لائی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے' یہ بات نوٹس میں آ گئی ہے۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ نوٹس میں آ گیا ہے۔

سید فصیح اقبال: میرے خیال میں' اس پر تو call attention notice بھی ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: تو آپ اسے پیش کریں ناں۔

سید فصیح اقبال: میرے خیال میں وزیر اطلاعات کو چاہئے کہ اس کا جواب دیں۔

جناب چیئرمین: call attention کے لئے بھی آپ باقاعدہ نوٹس دیتے ہیں' پھر میں متعلقہ وزیر کو نوٹس دیتا ہوں کہ بھائی' آپ کا یہ مسئلہ آج آ رہا ہے آپ تیاری کر کے آئیں۔ یہ ایک طریقہ ہے۔ بہر حال میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ یہ اہم مسئلہ ایوان کے نوٹس میں لائے ہیں۔ یہ اہم معاملہ ہے۔ آپ نے ایک نکتہ اٹھا دیا ہے اور انہوں نے نوٹ بھی کر لیا ہے۔ شکریہ۔

سید فصیح اقبال: میں نے ہی معاملہ سیلون میں دیکھا تو میرا سر شرم سے جھک گیا تھا کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ تھا اور ہمارے ملک میں کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ نمبر چار، جی کھوسہ صاحب۔

میر سہراب خان کھوسہ: جناب آپ اس معاملے میں رولز کی پابندی تو نہ کریں ناں،

جناب چیئرمین: نہیں، سب کے متعلق رولز کی پابندی کریں گے۔ جی حافظ صاحب،

حافظ حسین احمد: گزارش یہ ہے کہ فصیح صاحب واک آؤٹ کے لئے گراؤنڈ بنا رہے تھے اور آپ نے کوئی گنجائش چھوڑی ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا جی، شکریہ۔ جی اگلی آئیٹم، عبداللہ شاہ کی ریزولیوشن ہے۔ ان کی جانب سے ایک درخواست موصول ہوئی ہے کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے لہٰذا اسے ملتوی کیا جاتا ہے۔

RESOLUTION *RE:* SHIFTING A.G. OFFICE TO ISLAMABAD

جناب چیئرمین: اس سے اگلا ہے۔ اقبال حیدر صاحب کا۔

This House recommends that the office of the Auditor General of Pakistan, if feasible, be immediately shifted to Islamabad.

سید اقبال حیدر: بہت شکریہ۔ میں نے جو ریزولیوشن موو کیا تھا اس میں if feasible کا لفظ نہیں تھا۔ یہ if feasible کا لفظ جو ہے یہ آپ کے دفتر نے add کیا ہے اس سے پورے ریزولیوشن کا مفہوم و روح جو ہے وہ خراب ہو جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ چاہتے ہیں کہ if feasible نہ بھی ہو تو تب بھی موو کیا جائے۔

سید اقبال حیدر: نہیں جناب، میری گزارش ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس ہاؤس کی جانب سے یہ recommendations جاتی ہے کہ آپ اپنے ہیڈکوارٹرز کو اسلام آباد لے آئیں۔ اگر feasible ہو، تو جو آپ "اگر" لگا دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہو

گا کہ آپ جب تک اپنی مرضی سے چاہیں آپ اپنے Head Office کو لاہور میں ہی رکھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین ' یہ مسئلہ بہت سال پہلے اٹھا تھا۔

After Karachi was divested with the privilege of being the capital then the scheme for transfer of headquarters to Islamabad started and the Office of the Auditor General of Pakistan Karachi had the privilege to have that afterwards to be shifted to Islamabad. That was a decision but some way or the other through some mechanics or tricks on the way to Islamabad, that office was shifted from Karachi but it never reached Islamabad and in between that was installed at Lahore for which there is no justification at all because Karachi was the main town. If you want to shift it to the capital you shift it to the capital but at least bring it to the capital. Now, we have the offices in Islamabad of such organizations which have no nexus or logical justification except that the capital is in Islamabad like Navy, Naval Headquarters have been shifted to Islamabad though there is no sea, Railway Headquarters have been shifted to Islamabad though there is not a Railway Station, all the scheme is to shift all the other offices, Banking Council, PIA etc. whereas Karachi is the main centre of operation but if the OGDC and so many other organizations are shifted here. Sir, on the logic that Islamabad is the capital of the country then under that logic it is highly il-logical that the office of the Auditor General is allowed to remain in Lahore for whatever reason there is no justification. I konw that the office of the Auditor General has in principle agreed with my resolution, they said yes, the Headquarters of the Auditor General of Pakistan should be in Islamabad but then they go on with their il-logical justification. But if it is not feasible for the time being Mr. Chairman, the building plan for the building of the Auditor General has been approved, there has been a site allocated for the office of the Auditor General but the building construction has not started only because they want to have the offices in Lahore.

Secondly Sir there is not single precedent in the world that the Auditor General's office is anywhere else other than the capital. The Public Accounts meetings takes place or at least use to take place thrice or four times in a year, all the staff of the Auditor General used to come and on each occassion Sir, it is an expenditrue of a couple of million Rupees, if not millions of Rupees. Every time there is a Public Accounts Committee meeting and in addition to that whenever any

information and whenever any other meeting takes place, the Auditor General alongwith its staff flies to Islamabad, it is an unnecessary burden, it is an avoidable expenditure of lacs of Rupees that I want this Government to save but it seems they are not very keen to save the avoidable expenses and there is under these circumstances, Sir, when you see precedents from all other countries when you see the previous decision of our Federal Government which ever Government it may have been in power it is relevant, the decision of the Federal Government was that the offices of the Auditor General should be shifted from Karachi to Islamabad. It was never a decision that the offices should be shifted to Lahore. It that was the case then Karachi should have been allowed to have at least some offices, that is my logic and on that plea I am sure that the Finance Minister would be kind enough to save money.

Mr. Chairman: Any body who wants to make contribution to this ? formally move یہ توہو گیا ہے' انہوں نے موو کر دیا ہے۔ جناب عبدالرحیم خان صاحب' آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔ کیا آپ اس کو اپوز کر رہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ سرتاج عزیز صاحب' کیا آپ اسے اپوز کر رہے ہیں۔

Mr. Sartaj Aziz: No.

Mr. Chairman: You are not opposing this.

Mr. Sartaj Aziz: Only to delete the world 'immediately' otherwise there is no opposition in principle, I would like to recommend its adoption with removal of that world.

Mr. Chairman: Yes, Abdur Rahim Khan Sahib.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! اس میں بنیادی بات یہی ہے کہ یہ چونکہ ایک فیڈرل ادارہ ہے۔ یہ آئین کے لحاظ سے ایسا ادارہ ہے جو کہ فیڈرل ادارہ ہے۔ جو تفصیلات انہوں نے بتائی ہیں یہ صحیح ہیں' اور یہ ادارہ جو ہے یہ کیپٹل میں ہونا چاہئے۔ وہاں

پر جو اخراجات ہو رہے ہیں وہ دوسری چیز ہے۔ اس میں مزید بات نہیں کروں گا جس طرح ہم محسوس کرتے ہیں کہ dejure sovereignty اور defacto ہے، تو defacto sovereignty شاید لاہور میں ہو اس لئے اسے حل ہونا چاہئے اور ہم یہ کہیں گے کہ dejure and defacto کو ایک جگہ رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگر آپ اس میں ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں، آپ اگر اس میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ then you have to move an amendment to this resolution.

سید اقبال حیدر: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: یہ آپ مجھے دے دیں۔

ایک معزز رکن: اس وقت امنڈمنٹ پیش نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، وہ اس وقت ترمیم یہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ immediately کا لفظ نکال دیا جائے۔ آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

سید اقبال حیدر: ٹھیک ہے سر، immediately نہیں، but at the earliest if feasible possible time. کو نکال دیں۔

جناب چیئرمین: فصیح صاحب، آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سید فصیح اقبال: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ لفظ immediate ہٹا رہے ہیں تو ساتھ کوئی time frame بھی دیں۔ کیونکہ اسی وعدہ فردا میں کئی سال گزر چکے ہیں، مجھے علم ہے کہ حکومت نے پہلے بھی پچھلے سال ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ یہ شفٹ ہو رہا ہے اور یہ شفٹ ہوتے ہوتے ایک سال لگ گیا ہے۔ میں سرتاج عزیز صاحب سے اتفاق کروں گا لیکن لفظ immediate کا مطلب کل پرسوں نہیں، کوئی ٹائم ضرور دے دیا جائے اگر یہ نہ کیا گیا تو ریزولیوشن کا جو مقصد ہے وہ پورا نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: پہلے ان کی یہ ترمیم تو پیش ہو جائے کہ immediately کو نکال دیا جائے۔

جناب سرتاج عزیز: جی، میں ایک سٹیٹمنٹ دے دوں۔

Mr. Chairman: You can make a statement.

لیکن اگر یہ ریزولیوشن put کروں۔

Mr. Sartaj Aziz: To justify my amendment.

جناب چیئرمین: ہاں جی۔

(Pause)

جناب چیئرمین: جی فرمایئے۔ آپ پہلے amendment move کر دیں پھر amendment کی support میں بات کر لیں۔

Mr. Sartaj Aziz: I move the motion that the word "immediately" in the resolution be deleted.

Mr. Chairman: So it has been moved by Mr. Sartaj Aziz that the word "immediately" in the resolution be deleted. اگر آپ اجازت دیتے ہیں۔

سید فصیح اقبال: کیا پھر ممبر بھی کوئی ترمیم پیش کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، کوئی بھی ترمیم پیش کر سکتا ہے۔ آپ مجھے لکھ کر دیں تاکہ آپ کیا ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں۔

سید فصیح اقبال: جس طرح وہ زبانی ترمیم دے رہے ہیں اسی طرح سے میں بھی زبانی ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ میں ایک آدمی کی پیش کر سکتا ہوں لیکن اگر ہر ایک اسی طرح شروع ہو گیا ہے تو پھر تو کام ختم ہی نہیں ہو گا۔

سید فصیح اقبال: میری ترمیم time limit کے متعلق ہے۔

جناب منظور احمد گچکی: لفظ immediately کو ہٹا کر earliest possible time یہ آپ کر دیں۔

جناب چیئرمین: تو پھر دو ترامیم ہوں گی، آپ کی طرف سے یہ کہ feasible نکال دیں اور immediately کو ہٹا کر earlist possible time کر دیں۔

جناب سرتاج عزیز: جہاں تک اس اصول کا تعلق ہے کہ آڈیٹر جنرل کا دفتر یہاں ہونا چاہئے، اس پر تو بالکل اتفاق ہے کہ یہ ضروری ہے، اس سلسلے میں جو مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ اس کی جو physical shifting ہے وہ کیسے ہو۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ

اس دفتر کے لئے زمین الاٹ ہو چکی ہے اور ابھی ایک مہینہ ہوا ہے کہ اس آڈٹ ہاؤس کی کنسٹرکشن کی جو سکیم ہے وہ بھی DevelopmentWorking Party میں منظور ہو چکی ہے' اب یہ کیس ڈیزائن کی سٹیج پر ہے کہ ہم ڈیزائن competition کریں اور پھر اسے فائنل کریں۔ اب اس کام کے لئے initial رقم بھی مختص کر رہے ہیں۔ اب سال' ڈیڑھ سال دو سال میں بلڈنگ تیار ہو جائے گی اور یہ بات اس چیز پر depend کرتی ہے کہ یہ بلڈنگ phases میں بنتی ہے یا ایک دفعہ میں ہی بنتی ہے۔ اس کو piecemeal shift شفٹ کریں یا ایک hired accommodation میں immediately کریں یا اس کو چھ ماہ میں شفٹ کریں' وہ advisible نہیں ہو گا کیونکہ اس وقت ان کا کوئی 300 کے قریب سٹاف ہے۔ اسلام آباد میں پہلے ہی residential accommodation کی shortage ہے۔ تو جو لوگ وہاں سے شفٹ کر کے یہاں آئیں گے انہیں مکان وغیرہ آسانی سے نہیں ملیں گے۔ جب ان کا یہ complex تیار ہو جائے تو پھر shift کرنا بہتر ہے۔ جہاں اتنے سالوں سے travel allowance پر اخراجات اٹھ رہے ہیں' وہاں ایک دو سال اور خرچہ ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن جب move کریں تو صحیح طریقے سے کریں۔ اسی لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ لفظ immediately ہٹا دیں کیونکہ اب عمل جو ہے یہ آخری stages پر ہے' ابھی تک اس پر پیش رفت نہیں ہوئی تھی اب ہم نے اس میں پیش رفت کی ہے۔ انشاءاللہ اب یہ کام جلدی پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

Mr. Chairman: So, first I will move the amendment which has been suggested by Mr. Iqbal Haider. Mr. Iqbal Haider has moved that the words 'if feasible' be deleted from the resolution?

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: 'If feasible', stands removed. The amendment moved by Mr. Sartaj Aziz is that the world 'immediately', be deleted from the resolution?

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The word 'immediately', also stands removed. Now I will put the resolution to the vote of the House.

This House recommends that the office of the Auditor General of Pakistan be shifted to Islamabad.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The resolution stands passed. In fact just as an observation there are so many organizations in Islamabad which have no justification to be in Islamabad. So, I think, the Government should undertake an exercise to reduce the congestion in the city and in fact I personally believe that let us say by setting up a good precedent government organization be shifted in some village or some smaller town you can develop that town also. So, therefore, the Government should look into this possibility not only bringing in an organization which should be in Islamabad by taking away from Islamabad organizations which have no justification to be here and let us try and develop other parts of the country by bringing in good organizations because with good organizations you will have streets coming in, roads coming in, electricity coming in telephone coming, in, houses coming up, business going up, so all this should be examined by the Government. Thank you.

Next No. 6—Dr. Rehan Sahib.

(Pause)

Mr. Chairman: Not present. So that stands dropped. Next Fasieh Iqbal Sahib.

(ii) RESOLUTION *RE*: TELECAST/BROADCAST PROGRAMMES IN REGIONAL LANGUAGES

Syed Faseih Iqbal: This House recommends that the PTV and PBC may also telecast and broadcast programmes in the Pakistani languages *i.e.* Baluchi, Pushto and Sindhi for Pakistani listeners, viewers working in the Gulf countries..

جناب چیئرمین: نہیں ریزولوشن تو کچھ اور آیا ہوا ہے۔

سید فصیح اقبال: ہاں صاحب وہ ریجنل میں نے کاٹ دیا اور صحیح دیا کہ پاکستانی languages

جناب چیئرمین: جو ریزولوشن آئی ہے اس کو move کریں پھر اس کو

amendment move کر دیں۔

Syed Faseih Iqbal: Right. This House recommends that the PTV and PBC may also telecast and broadcast programmes in regional languages for Pakistani listeners/viewers working in the Gulf countries.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mian Abdus Sattar Laleka: Not Opposed, Sir.

Mr. Chairman: Not being opposed.

Syed Faseih Iqbal: Then, I will put my amendment, Sir.

جناب چیئرمین: جی کیا ترمیم چاہتے ہیں؟

سید فصیح اقبال: پاکستانی languages بلوچی پشتو اور سندھی۔

جناب چیئرمین: پنجابی زبان نہیں ہے؟

سید فصیح اقبال: نہیں جناب اس علاقے میں اردو اور پنجابی سب سمجھتے ہیں۔

(مداخلت)

سید فصیح اقبال: چلئے جناب پاکستانی languages کر دیں جناب۔

جناب چیئرمین: regional languages آگیا پھر رہنے دیں ایسے ہی۔

سید فصیح اقبال: یہ ریجن کی اب رہی نہیں پورے پاکستان میں سمجھی جاتی ہیں یہ پورے پاکستان کی زبانیں ہیں۔

Mr. Chairman: So, in all the Pakistan languages

سید فصیح اقبال: جی ہاں جناب۔

جناب چیئرمین: جی یہ ٹھیک ہے پھر..........

میاں عالم علی لالیکا: آن پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! اس سے پہلے اجلاس کی کارروائی میں جناب سید فصیح اقبال صاحب نے جب سرائیکی ریجنل زبان کے بارے میں کہا تھا تو آپ نے فرمایا تھا "پاکستانی languages" "ریجنل

"Languages" کوئی معنی نہیں رکھتی ہے توسب زبانیں پاکستانی زبانیں ہیں یہاں انہوں نے تحریر میں regional languages دیا ہوا ہے تو کیا اس کی وضاحت فرمائیں گے جبکہ مجھے ٹوکتے ہیں تو خود ریجنل کیوں کہتے ہیں؟

سید فصیح اقبال: جناب میں نے اس کی ترمیم دے دی تھی لیکن یہ بہت پہلے کی دی ہوئی تھی تو بہر حال خوب........... سرائیکی کو بھی میں نے پاکسانی زبان کہا ہے۔

جناب چیئرمین: تو میرا خیال ہے کہ آپ کی ترمیم یہ ہے کہ the regional کی جگہ all the Pakistani languages ٹھیک ہے جی۔

سید فصیح اقبال: جی ہاں۔

حافظ حسین احمد: جناب پاکستانی میں کشمیری نہیں آتے ہیں۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد: کشمیری ہمارے بھائی ہیں ان کا بھی ڈال دیں جی۔

جناب چیئرمین: نہیں تو کیا کشمیری زبان میں بھی آپ براڈ کاسٹ چاہتے ہیں۔

سید فصیح اقبال: پاکستانی languages کر دیں جی۔

معزز اراکین: ٹھیک ہے جی ٹھیک ہے جی۔

Mr. Chairman: So, it has been moved by Syed Fasieh Iqbal that instead of the words 'the regional languages', the words should be substituted in the 'Pakistan languages'.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The amendment is carried.

آپ تو oppose ہی نہیں کر رہے۔

So, the resolution now reads that this House recommends that the PTV and PBC my also telecast and broadcast programmes in all the Pakistani languages for Pakistani listeners/viewers working in the Gulf countries.

جناب منظور احمد گچکی: جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فصیح اقبال صاحب شاید یہ بھول گئے ہیں کہ پاکستان کے کئی ایسے علاقے ہیں جہاں ٹیلی وژن دیکھتا کوئی نہیں ہے

اور دیکھ بھی نہیں سکتا ہے۔ پہلے تو............

سید فصیح اقبال: یہ تو گلف کے لئے ہے وہ پہلے ہی موجود ہے۔

جناب چیئرمین: یہ گلف کی خدمت کر رہے ہیں جی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب میں تائید کرتا ہوں فصیح اقبال کی قرار داد کی اور یہ جو انہوں نے ترمیم پیش کی ہے اس کی بھی تائید کرتا ہوں بہت صحیح انہوں نے بیان کیا۔ ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب والا! ہاؤس کی یا ان کی سفارش ہے کہ خلیجی ممالک کے لئے تو یہ بہت اچھی بات ہے لیکن پشتو کا دیکھیں کہ تمام ہفتے میں کوئی ایک گھنٹہ بمشکل ملتا ہے۔ دیکھیں کہ ٹیلی وژن ' ریڈیو میں ایک ہفتے میں پشتو کو کتنا وقت ملا ہے۔ اسی طرح میرا مطلب ہے سندھی کو' بلوچی کو پنجابی کو کتنا وقت ملا ہے میں یہ کہوں گا۔ جناب والا! یہاں اگر ترمیم ہو سکتی تو ہم کر دیتے اگر رول اجازت دیتے ہیں ہم تو یہ کرتے ہیں کہ پشتو پشاور میں مکمل ٹیلی ویژن کی بنیادی زبان ہو اس کے ساتھ دوسری زبانیں اور پھر سنٹرل رابطے کی زبان اردو' اسی طرح کوئٹہ میں پشتو بلوچی بنیادی زبانیں ہوں۔

سید فصیح اقبال: براہوی بھی ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: وہ جتنا بھی جن کا حق ہے میں کسی کا حق مارنا نہیں چاہتا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وقت کا جو تعین کیا جائے وہ proportionately کیا جائے کہ اتنا وقت بلوچی کو دیا جائے اور اتنا براہوی کو۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! وہ جو بھی فارمولا ہو اس کے لئے ہم دلائل دینے کے لئے تیار ہیں سوال یہ ہے کہ پشتو یہاں کی چار بنیادی زبانوں میں چار قوموں کی زبانوں میں ایک زبان ہے اور پشتو کو ایک گھنٹہ' تو میں یہ کہوں گا کہ ان معنوں میں میں یہ سفارشات کروں گا ہی نہیں' سات دن میں جتنے گھنٹے یعنی مہینے کے جتنے گھنٹے اس میں ایک گھنٹہ اور وہ بھی آدھا گھنٹہ' اس لئے جناب والا! ہم یہاں یہ سفارش کریں گے کہ ان کو بنیادی چینل پر پشاور میں پشتو ہو اور پھر اس کے ساتھ جو بھی دوسری زبانیں ہوں ان کو ثانوی حیثیت حاصل ہو اسی طرح کوئٹہ میں بلوچی کو بنیادی حیثیت حاصل ہو باقی کو ثانوی حیثیت

حاصل ہو اسی طرح کراچی میں سندھی کو بنیادی حیثیت حاصل ہو باقی کو ثانوی حیثیت ' لاہور میں پنجابی کو بنیادی حیثیت حاصل ہو باقی کو ثانوی حیثیت حاصل ہو یہ ہماری سفارش ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی ' وزیر اطلاعات۔

جناب عبدالستار لالیکا: جناب والا! جہاں تک مندوخیل صاحب کا تعلق ہے میرا خیال ہے کہ اس کے لئے اگر وہ چاہتے ہیں تو انہیں ایک علیحدہ قرار داد لانی چاہئے جو سفارش کرے کہ علاقائی زبانوں کا کتنا وقت ہونا چاہئے ایک نکتہ جو منظور گچکی صاحب نے اٹھایا ہے میں اس کے متعلق تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ٹیلی ویژن کی جو نشریات ہیں وہ ملک کے کافی حصوں میں نظر نہیں آتی۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ کافی حصوں میں نظر نہیں آتیں لیکن ان کے لئے بھی وزیر اعظم پاکستان نواز شریف صاحب نے خاص طور پر بلوچستان اور فرنٹیر کے لئے چونکہ وہاں ٹی وی سگنل کا مسئلہ ہوتا ہے پہاڑوں کی وجہ سے وہ carry نہیں ہوتا وہاں ہم خصوصی طور پر تقریباً دس بوسٹرز مختلف جگہوں پر set-up کر رہے ہیں۔

جو فصیح اقبال صاحب نے سفارش کی ہے وہاں ہم یہ نہیں کہ کوئی کسی مزید خرچے کو نظر انداز کر کے یا اپنے ملک کے اندر نشریات کو نظر انداز کر کے یا ہم وہاں کوئی زیادہ اخراجات کر کے نشریات دکھا رہے ہوں گے بلکہ یہ ہے کہ ہم جو دوسرا چینل شروع کر رہے ہیں ایجوکیشن چینل شروع کر رہے ہیں اس پر سیٹلائٹ کا ایک ریسپانڈر جو ہم نے ہائر کیا ہے اس کے سگنلز مختلف ملکوں میں موصول ہوں گے جن میں سعودی عرب بھی ہے متحدہ عرب امارات بھی ہے۔ قطر بھی ہے شام بھی ہے ایران بھی ہے افغانستان بھی ہے اور اگر اس لحاظ سے جو فصیح اقبال صاحب نے کہا ہے میرا خیال ہے کہ ہمارے وہ بھائی جو ان ملکوں میں رہتے ہیں وہ ہمارے لئے ہی زر مبادلہ کما رہے ہوتے ہیں اور ان کے لئے ہم اگر اپنی پاکستانی زبانوں کے اندر کوئی پروگرام کریں گے اور وہ بھی ان کو دیکھ سکیں تو یہ ایک اچھی بات ہے بہر حال اس چیز کا انحصار ہمیں وسائل حاصل ہونے پر ہے اس لئے میں نے ان کی اس قرار داد کی مخالفت نہیں کی۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

So, I put the resolution to the vote of the House:—

"This House recommends that the PTV and PBC may also telecast and broadcast programmes in the Pakistani languages for Pakistani listeners/viewers working in the Gulf countries."

(Motion was adopted)

Mr. Chairman: The resolution stands passed. Next is

حافظ حسین احمد صاحب آپ کا ریزولیوشن semi-government organization وغیرہ کے سلسلے میں ہے اسے پڑھ دیجئے۔

RESOLUTION *RE*: (iii) DELEGATION OF POWER TO DEPARTMENTS TO REQUISITION HOUSES FOR THEIR EMPLOYEES

حافظ حسین احمد: یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ سرکاری کوارٹروں اور نجی مکانات کی الاٹمنٹ اور کرایوں پر لینے کے اختیارات نیم سرکاری اداروں اور خود مختار اداروں کی طرح متعلقہ سرکاری محکموں کو تناسب کے لحاظ سے دیئے جائیں اور فی الوقت اسٹیٹ آفس کی طرف سے استعمال کئے جانے والے اختیارات واپس لئے جائیں۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Tariq Mehmood: Yes Sir, I opposed.

Mr. Chairman: Opposed.

جی فرمایئے اس کے حق میں آپ کیا دلائل دیں گے۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! ہمارے ہاں پاکستان میں مشکل ترین مسئلہ ملازمت کا حصول ہے جب کوئی پاکستانی شہری اپنے بچے کو بڑی مشکل سے پڑھاتا لکھواتا ہے اور وہ بچہ ڈگری حاصل کرلیتا ہے تو اس کے بعد جتنے سال وہ پڑھتا رہا اتنے سال وہ ڈگری لے کر مختلف ایم این ایز، سینٹرز، ایم پی ایز اور وزراء صاحبان کے در پر حاضری دیتا رہتا ہے کہ جی مجھے کوئی ملازمت مل جائے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ شاید دنیا کا مشکل ترین مسئلہ صرف اور صرف ملازمت کا حصول ہے لیکن جب خوش قسمتی سے اسے ملازمت مل جاتی ہے اور اسے

مکان کی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ اپنے خیالات کو تبدیل کرتا ہے کہ ملازمت ملنا تو ممکن تھا لیکن سرکاری رہائش گاہ ملنا بالکل ناممکن ہے اور اس لئے یقیناً جن ملازمین کو معمولی تنخواہ دی جاتی ہے اور ان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ سستے داموں انہیں کوئی مکان ملے اس کے لئے وہ تمام تر عوامی نمائندوں اور وزراء صاحبان کے پاس حاضری دیتے ہیں اور ان درخواستوں پر لکھا بھی جاتا ہے متعلقہ اداروں سے بھی سفارش لی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ جناب ہم سنیارٹی کے لحاظ سے اور لسٹ کے لحاظ سے دیتے ہیں لیکن آج تک پاکستان میں کوئی چیز سنیارٹی اور لسٹ کے لحاظ سے نہیں ملی اس لئے مکانات بھی نہیں ملتے ہیں اور پھر اسٹیٹ آفس میں جا کر عجیب بات ہے جناب کہ وہاں بولیاں لگتی ہیں باقاعدہ طور پر دلال پھرتے ہیں اور دلالوں کے ہاتھوں بولیاں لگنے کے بعد وہ مکانات غیر مستحق افراد کو دیئے جاتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ غریب ملازمین خصوصاً نچلے درجے کے جو ملازمین ہیں ان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ کس طرح اسٹیٹ آفیسرز کی جو خواہشات ہیں اور ان کے جو مطالبات ہیں وہ پورا کر سکیں اور اپنے لئے ایک مکان لے سکیں اس لئے وہ تو معمولی ملازمین کی بات نہیں ہے بلکہ میں یہاں پر اس ایوان اور سینیٹ سیکرٹریٹ کا ایک مسئلہ پیش کرتا ہوں کہ ہمارے محترم سابقہ ڈپٹی چیئرمین سید فضل آغا صاحب نے خود اس سینیٹ کے ایک اہلکار کے لئے محترم وزیر صاحب کو لکھا اور اس میں عجیب بات ہے کہ وزیر صاحب نے تو اس کے لئے آرڈر کر دیئے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وزیر کے اختیارات کتنے ہوتے ہیں ہم تو یہاں صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات کی بات کرتے ہیں لیکن ان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے وزیر کے آرڈر کو منسوخ کر دیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس جھنجٹ میں پڑنے کی بجائے اگر محکموں کے لئے وزارت خزانہ ان کی تمام تنخواہ جو ان کا حق بنتا ہے وہ ان کو دے دیتے ہیں وہ تقسیم کر لیتے ہیں دوسری مراعات ان کو تقسیم کر دیتے ہیں تو آخر کیا بات ہے کہ مکانات جتنے بھی بنتے ہیں دو ہیں چار ہیں جتنے بھی ہیں جس محکمے کے بھی ہیں وہ اس محکمے کے حوالے کئے جائیں تاکہ وہ سب کے سامنے ہو اور ملازمین کو انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مکانات مل سکیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے محترم وزیر صاحب جو ہیں وہ خود نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں نہ معلوم یہ شاید کچھ اصولی بات ہے کہ انہوں نے خواہ مخواہ oppose کر دیا میں ان سے استدعا کروں گا کہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اگر وہ اٹھ کر اس

کی تائید کریں تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین : شکریہ 'بریگیڈئر حیات صاحب۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد حیات : جناب میں اس قرار داد کی پوری طرح حمایت کرتا ہوں اسٹیٹ آفس بالکل ناکام ہو چکا ہے اور وہ کام نہیں کر سکتا منسٹر صاحب کے آرڈر مانے جاتے ہیں یا نہیں یہ مجھے پتہ نہیں ہے لیکن پورے اسلام آباد میں سب سے زیادہ شکایات اسٹیٹ آفس کی ہیں اور اگر یہ ڈیوٹی بانٹ دی جائے ہر وزارت کو اپنے کوارٹر الاٹ کئے جائیں ہر محکمے کو الاٹ کئے جائیں اور ان کو اختیار دیا جائے تو وہ اپنے آدمیوں کو خود سنبھال لیں گے اور اسٹیٹ آفس بدنامی سے بچ جائے گا ابھی سب دنیا یہی کہتی ہے کہ بہت بدنام آفس ہے اور ان کا طریقہ کار بالکل غلط ہے اس لئے میں حافظ حسین احمد کی قرار داد کی پوری سپورٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : سید فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب والا! میں بھی اپنے دوستوں کی طرف سے دیئے گئے دلائل سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں اور یہ بتاتا ہوں کہ وزیر موصوف نے پچھلے دنوں جتنے احکامات دیئے ہیں اس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق وہ کسی نے نہیں مانے بلکہ سینیٹ میں میری ایک تحریک التواء تھی اس وقت انہوں نے ہاؤس میں وعدہ کیا تھا کہ میں اس مسئلے پر توجہ دوں گا بلکہ اس آدمی کا ٹارچر کیا گیا اس کا سامان لوٹا گیا اور جب میں نے ان کو اخبار کی کٹنگ دکھائی تو بتایا گیا کہ اسٹیٹ آفس نے ان کو مکان واپس کر دیا لیکن آج مجھے پتہ چلا ہے وہ ہمارے سینیٹ کے ایک معزز کارکن ہیں انہوں نے آج بتایا کہ آج تک ان کا مسئلہ اسی طرح ہے تو یہ جو اسٹیٹ آفس ہے اس کے اختیارات کم کرنے چاہئیں۔ آج بلوچستان سے کوئی آدمی یہاں تبادلے پر آتا ہے ' مکان اس کو نہیں ملتا ' صوبہ سرحد سے آتا ہے ' سندھ سے آتا ہے تو حکومت نے اپنے اوپر ساری ذمہ داری کیوں لے لی ہے جب دوسرے ادارے موجود ہیں ان کے سی بی ایجنٹ موجود ہیں وہ ان کے کرائے بڑھاتے رہتے ہیں اور ورکس منسٹری نے اتنا سینٹرلائز کر لیا ہے جو کام ان کا نہیں بھی ہے کوارٹر الاٹ کرنا منسٹر کا کام نہیں ہے لیکن چونکہ لوگ اس قدر تنگ ہیں۔ دس بارہ سال سے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی کام لسٹ کے تحت نہیں ہوا غیر جانبدارانہ انداز میں نہیں ہوا لہٰذا میں حافظ صاحب

کے ریزولیوشن کی تائید بھی کرتا ہوں اور منسٹر صاحب سے استدعا کرتا ہوں اس میں mechanism یہی ہے وہ بھی اپنی جان اس سے خلاصی کرائیں کیونکہ سب سے زیادہ کام ان کا یہی ہے وہ درخواست پر لکھتے ہیں اور کئی قسم کے آرڈرز ہوتے ہیں ایک درخواست میں چار قسم کے آرڈرز ہوتے ہیں۔ پھر وہاں علیحدہ آرڈر نکلتے ہیں لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے دوسرے لوگ بھی ان سے ناراض ہوتے ہیں اور یہ اس لئے بھی نہیں آتے کہ لوگ ان کے پیچھے درخواستیں لیکر آتے ہیں لہٰذا یہ منسٹر صاحب کے لئے بھی بہتر ہوگا کہ وہ اور بڑے کام کریں اور ان کوارٹروں کی الاٹ منٹ سے نجات حاصل کریں۔

جناب چیئرمین : جی جناب عبدالرحیم خان صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب چیئرمین! میں حافظ صاحب کی اس قرار داد کی تائید کرتا ہوں جناب والا! بنیادی طور پر یہاں اتنی سنٹرلائزیشن ہے ہاؤسنگ کے بارے میں کم از کم اس طرح نہیں ہونا چاہئے ایسے حالات یہاں بنائے گئے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے مسائل جو ڈائریکٹر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان حل کر سکتے ہیں اور انہیں کرنے چاہئے وہ مسائل ہم یہاں سنٹرل منسٹروں کے پاس لے آتے ہیں۔ یہی ہاؤسنگ کے بارے میں ہے وہ مسئلہ جو ایک ڈائریکٹر اور سیکرٹری صاحب کر سکتے ہیں اور آپ سنٹرل منسٹر کے پاس لائیں تو میں یہ کہوں گا کہ ہر کیس میں ایک ایم این اے اور ایک سینٹر سفارشی ہونا چاہئے اب ہر کام میں ایک ایم این اے اور ایک سینٹر سفارشی ہو تو ہماری زندگی کیسے چل سکتی ہے یہ زندگی کے اس حوالے سے بڑی مشکل بات ہے۔

جناب! ہم یہ گزارش کرتے ہیں اور اس کی ہم تائید کرتے ہیں کہ اس کو de-centalize کیا جائے یہ ہمارے Senate's dignity کے خلاف ہے اور ہمارے ایم این اے ہاسٹل میں جو کمرے ہوتے ہیں فیڈرل لاج وغیرہ میں۔ جناب والا! آپ نے دیکھا کہ یہاں سینیٹ کی ہاؤس میں بات ہوتی ہے اور ایک سینیٹر کو کمرہ ملتا ہے یہ چیز سینیٹ اور سینیٹر کی dignity کے خلاف ہے ایک سینیٹر کے کمرے کے لئے یہاں تمام سینیٹ اور چیئرمین ریکوئیسٹ کر کے آخر میں وہ ایک کمرہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو ہماری عرض یہ ہے کہ یہ چیزیں محکموں کے ڈائریکٹوریٹ اور سیکرٹریٹ کے حوالے کی جائیں تو سب کے لئے آسانی ہوگی اور اس میں یہ پرابلم نہیں رہے گا۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ اور کوئی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ جی جناب وزیر صاحب۔

سید طارق محمود : چیئرمین صاحب سٹیٹ آفس کا میں بالکل دفاع نہیں کروں گا میں خود اس پر بہت تنقید کرتا رہا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ کم سے کم مسائل ہوں لیکن مسائل موجود ہیں اور جتنے گھر ہونے چاہئیں اتنے نہیں ہیں اس وجہ سے میرے بھائیوں کو میرے دوستوں کو اور سرکاری ملازمین کو بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اس سے میں متفق ہوں لیکن کسی چیز کا حل جو ہے وہ اس طرح سے نہیں ہوتا کہ اس کے مسائل کی طرف سے قطع نظر بغیر سمجھے بوجھے کیا پالیسی اپنانی ہے۔ آج سے گیارہ مہینے پہلے جب میں نے اس وزارت کا حلف اٹھایا تھا تو میں نے سب سے پہلے کام یہ کیا تھا وٹینگ لسٹیں بنوائی تھیں اور میں نے کہا تھا کہ میں کسی کو بھی بغیر ویٹنگ لسٹ کے سینارٹی نہیں دوں گا بہر حال یہ مسئلہ اس وقت نہیں ہے اس کے باوجود ہم نے کوشش کی کہ ہم سینارٹی پر جائیں پہلے دس پندرہ بیس مکان ہم نے سینارٹی پر دیئے لیکن ہم نے جو سینارٹی لسٹیں بنائی تھیں ان کو بار بار انہی سرکاری ملازمین نے چیلنج کیا اور انہوں نے کہا کہ آپ نے جو بنوائی ہیں وہ پہلے کی تھیں اور کچھ لوگ اس میں انتقال فرما گئے تھے کچھ لوگ چلے گئے تھے کچھ کے ٹرانسفرز ہو گئے تھے اتنا complicated ہو گیا کہ ہم نے پھر وہی رائج کیا جو گزشتہ 20 سال سے ہو رہا ہے۔

اب جہاں تک سٹیٹ آفس کا تعلق ہے 1973ء کے رولز آف بزنس کے تحت ورکس ڈویژن کو یہ اختیارات دیئے گئے تھے کہ وہ پول کو سنٹرلائز کریں اور یہ سٹیٹ آفس اس وقت بنایا گیا تھا پہلے موجود تھا لیکن سنٹرلائزیشن اس وقت نہیں ہوئی تھی اور جیسے میری فاضل بھائی مولانا صاحب نے کہا کہ ہمیں مختلف ڈیپارٹمنٹ کو پیسے دے دینے چاہیں اور وہ اپنے ملازمین کو دیں اس کا سلسلہ یہ ہے کہ مختلف ڈیپارٹمنٹس میں مختلف کام ہوتا ہے اور حکومت کوئی بھی پالیسی بناتی ہے وہ اسی طریقے سے بناتی ہے ایک محکمے کو ایک کام دے دیا منسٹری ورکس کا کام مکان کو بنانا بھی ہے مکان کو دینا بھی ہے اس کا ایک طریقہ کار ہے مختلف منسٹریاں جو ہیں مختلف کام کرتی ہیں جیسے پلاننگ والے پلاننگ کرتے ہیں وزارت خزانہ وزارت خزانہ چلاتی ہے اقتصادی امور والے اپنا کام چلاتے ہیں اس طرح سے دفاع والے اپنا لیکن ایک منسٹری ایک particular کام کے لئے موجود ہے اور اس کا یہ کام ہے اس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ فنڈز زیادہ سے زیادہ لئے جائیں اور مکانات

بنائے جائیں پچھلے دنوں میں نے کوشش کی ہے لیکن اس کا ہرگز مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم سٹیٹ آفس کو ہی ختم کر دیں اور سٹیٹ آفس کے قائم رہنے سے ایک فائدہ یہ ہے مختلف ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین ٹرانسفر ہوتے رہتے ہیں اور آتے رہتے ہیں ان میں آپس کے اندر کو آپریشن رہتی ہے ہم بیچ میں بیٹھ کر مختلف ڈیپارٹمنٹس کو الاٹ منٹ دیتے رہتے ہیں یہ تکلیف موجود ہے جب ڈیپارٹمنٹس ہوں گے تو جو semi-government اور کارپوریشنز ہیں ان کا بھی مسئلہ یہ ہے ان کے پاس رہائش گاہیں کم ہیں ہمارے سرکاری ملازمین 1700 یا 1800 ایسے ہیں جو کارپوریشن میں کام کرتے ہیں۔ semi-government میں کام کرتے ہیں انہوں نے ہماری رہائش لی ہوئی ہے ہم اس کے اوپر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ بھی ہم سمجھتے ہیں لیکن ہر ایک ڈیپارٹمنٹ ہر ایک کام کرنے لگے گا جیسے مختلف ڈیپارٹمنٹ کنسٹرکشن شروع کر دیں تو اس سے ایک مسئلہ یہ ہو گا کل کو ورکس ڈویژن بذات خود اپنی افادیت کھو دے گا ایک منسٹری جو ہے وہ کام ختم کر دیں گی اس لئے ٹیکنیکی میں اس کو اپوز کرتا ہوں ویسے میں اس مسئلے کا حل یہ سمجھتا ہوں زیادہ سے زیادہ گھر بنائے جائیں تاکہ ملازمین کو دیئے جائیں۔

<u>جناب چیئرمین :</u> شکریہ، جی جناب حافظ صاحب۔

<u>حافظ حسین احمد :</u> جناب میں تو اس سے مطمئن نہیں ہوا خود طارق صاحب بھی مطمئن نہیں ہیں وہ بس نبھا رہے تھے یہاں پر میں نظیر پیش کر سکتا ہوں کہ سیکٹر جی 9/2 میں سینیٹ کے ایک اہلکار کا ایک مکان تھا اور اس پر خود اپنے قلم سے لکھا اور ان کے سائن موجود ہیں اس کے باوجود ڈپٹی چیئرمین نے ان کو سفارش بھیجی اور ڈی او لیٹر بھی بھیجا اس پر بھی انہوں نے آرڈر کر دیئے لیکن اس کے بعد پی ایس یا سٹیٹ آفیسر کی کیا مجال ہے ہم جب وہاں پر جاتے ہیں تو ہمیں اطلاع ملتی ہے جب وزیر صاحب کے پاس آتے ہیں اس پر آپ لکھ دیں وہ بڑی منت سماجت کے بعد احسان فرما کر لکھ دیتے ہیں لیکن جب وہاں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ اصل قلم سے نہیں لکھا گیا اس کے بعد پھر جب ہم آتے ہیں کہ جناب آپ اپنے اصل قلم سے لکھ دیں جب وہ مسکرا کر لکھ دیتے ہیں اور ہم وہ لیکر جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ مخصوص عبارت نہیں لکھی پھر جب ہم وہ مخصوص عبارت لکھوا لیتے ہیں تو کہتے

ہیں کہ ان کا ہمارے پاس فون نہیں آیا یقیناً یہ ایسی چیزیں ہیں جن کو سنجیدگی سے لیا جائے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ فی الحال یہ نہیں کر سکتے تو ان کا جو کوٹہ ہے وہ مکانات ہی اس ادارے کو دے دیں اس محکمے کو دے دیں تا کہ از خود پتہ چل سکے۔ جناب اتنے مکانات ہیں اور اتنے مستحقین ہیں آپ جس طرح فرمارہے ہیں انہوں نے اعتراف کیا کہ ہم نے مستحقین کی جو لسٹ بنائی تھی اس میں گھپلا ہوا ہمارے پاس یقیناً ایسے ایسے آدمی آتے ہیں جب سے ان کے والد ملازمت میں ہیں ان کے دادا صاحب ہیں اب تک ان کو مکان نہیں ملا ہے اور کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کے لئے بھی مکان لیکر ریزور رکھا ہوا ہے کہ اگر وہ بڑے ہوں گے تو ملازم ہوں گے یہ صورت حال بالکل موجود ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آپ نیم سرکاری ملازموں کو ان کا کوٹہ دے سکتے ہیں تو پھر سرکاری اداروں کو بھی ان کا کوٹہ دیا جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی جناب طارق صاحب۔

سید طارق محمود : میں مولانا صاحب سے ایک حد تک متفق ہوں کہ ہم نے جو سسٹم کیا ہوا ہے ہم سرکاری ملازمین کو پہلے ہی............

جناب چیئرمین : آپ مخصوص سیاہی ان کے کاغذوں پر کیوں نہیں استعمال کر لیتے مخصوص عبارت اور مخصوص سیاہی۔

سید طارق محمود : اصل میں مخصوص سیاہی نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے اگر ہمارے پورے اکاموڈیشن ہوں تو ہم سب کو دے دیں اگر کوئی particular کیس ہے تو تو میرے پاس آجائیں میں وہ کر دوں گا ایسی کوئی مخصوص سیاہی نہیں ہے میں لکھوں اور بعد میں اڑ جائے۔

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر جناب اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی' جناب۔

حافظ حسین احمد : جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے' وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ایک کیس ہے' یعنی اس کا مقصد یہ ہے کہ جتنے بھی' لاکھوں اور ہزاروں ملازمین ہیں' ان کا حق نہیں بنتا ہے اور خصوصاً اگر کوئی میرا اپنا کیس ہے اور میرا اپنا عزیز ہے

یا رشتہ دار ہے تو اس کے بارے میں، میں ان سے کہوں تو وہ تمام تر قوانین کو بالائے طاق رکھ کر اس کے بارے میں اس مخصوص قلم سے لکھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے یہ بات کہنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جتنے بھی ملازمین ہیں، چاہے وہ میرے ذریعہ سے آئیں، یا وہ خود ان کے پاس جائیں۔ مکان لینے کا ان کا استحقاق بنتا ہے اس لئے یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب چیئرمین: لیکن اس میں ایک دقت آئے گی کہ اگر کوٹہ کے حساب سے یہ مکانات محکموں کو دے دیئے جائیں اور مکانات کی شارٹیج بھی ہو، تو اس صورت میں وہ بھی تو یہی کریں گے کہ مخصوص سیاسی اور مخصوص عبارت لکھنا شروع کر دیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سب کو اپنا اپنا کوٹہ دے دیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں، کوٹہ تو یہی ہو گا۔

(مداخلت)

دیکھیں اگر ایک محکمہ کی ضرورت سو مکانات ہیں، اور اس کے حصہ میں کوٹہ کے حساب سے 60 مکان آئے تو وہ 40 مکان کہاں سے لائے گا۔

حافظ حسین احمد: کم از اس محکمے کے دیگر ملازمین تو مطمئن ہوں گے کہ ہمارے محکمے کے 60 مکانات تھے اور یہ سب الاٹ ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہرحال، یہ آپ بہتر جانتے ہیں۔

سید طارق محمود: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ کارپوریشن جو ہیں وہ سیمی گورنمنٹ ہیں، ان کے ملازمین جو ہیں وہ ہمارے مکانات میں رہتے ہیں اور ہم ان پر بھی اعتراض نہیں کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: Now, I will put this resolution to the vote of the House.

جی، ریزولیوشن ہے کہ حافظ حسین احمد صاحب کا کہ

"This House recommends that like the semi-government organizations and autonomous bodies the power to allot government quarters and hire private houses be conferred on the respective government departments on proportional

basis and such powers presently being exercised by the Estate Department be withdrawn."

(The motion was passed)

RESOLUTION *RE:* (VI) DISCUSSION ON THE LATEST POSITION OF SANDAK PROJECT

Mr. Chairman: The resolution is adopted. Next is of Syed Faseih Iqbal *i.e.*, motion under Rule 194 that the House may discuss the latest position of work on Sandak Project.

Syed Faseih Iqbal: Sir, I beg to move that the House may discuss the latest position of work on Sandak Project.

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں، آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین صاحب، میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ سنڈک پراجیکٹ جو ہے یہ بلوچستان میں 20 سالہ پراجیکٹ تھا۔ اس کو پچھلی ہماری حکومت نے، یعنی جونیجو صاحب کی حکومت نے منظور کیا تھا۔ تین سال کے بعد بڑی مشکل سے چائنا کی حکومت سے ہمارا معاہدہ ہوا ہے۔ اس پر اب کام شروع ہو گیا ہے حکومت نے 85 میں اس کے infrastructure کے لئے 300 کروڑ روپے رکھے تھے۔ لیکن ہماری کارپوریشن جو اس کو مکمل کر رہی ہے، Resource Development Corporation ہے، انہوں نے اس 300 کروڑ روپے کو استعمال نہیں کیا جب تک ان کا کسی ملک کے ساتھ معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ جب چین سے معاہدہ ہوا تو حکومت نے اپنے وعدے کے مطابق وہ cut بھی برقرار رکھی ہے اور پیسے 50 کروڑ روپے دیئے ہیں۔ اس وقت بلوچستان کا یہ سب سے بڑا معدنی پراجیکٹ ہے۔ اگر یہ وقت پر مکمل نہ ہو سکا، جس طرح سے کچھ لوگ اعتراض کر رہے تھے کہ یہ feasible نہیں ہو گا، اگر انہوں نے ایسے ہی کام کیا تو یہ feasible نہیں ہو گا۔ کیونکہ ریلوے لائن، سڑکیں، مشینری رکھنے کے لئے sheds تعمیر کرنا، ایسے کام تھے، جن کے لئے حکومت کو پہلے سے کام کرنا چاہئے تھا اور اس کے لئے فنڈ رکھنے چاہیئے تھے۔ چائنا نے اس پراجیکٹ کے لئے 75 فیصد مشینری پہنچا دی ہے، یہ مشینری کچھ کراچی میں ہے اور کچھ محل وقوع پر پہنچ چکی ہے۔ لیکن چونکہ حکومت نے ان کو مطلوبہ رقم

نہیں دی ہے جس کی وجہ سے کام میں خلل پیدا ہو رہا ہے اور اب یہ امکان پیدا ہو گیا ہے کہ اگر یہ پیسے بجٹ میں اس سال نہ ملے تو یہ کام رک جائے گا اور اس پر پراجیکٹ کو اگر ہم التواء میں رکھیں گے تو اس پراجیکٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ آج اس کا عالم یہ ہے کہ ڈیڑھ سو ٹیکنیکل انجینئرز رکھنے تھے' اس کی چونکہ ابھی فنانس سے approval نہیں ہوئی ہے' متعلقہ وزارت نے یہ کیس ان کے پاس بھیجا ہوا ہے اس کی وجہ سے بھی یہ رکا ہوا ہے' سب جگہ پر فنانس کا مسئلہ ہے۔ جب اتنا بڑا پراجیکٹ نے شروع کیا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان کا ایک تاریخی قدم تھا' بلوچستان میں کئی پراجیکٹ ایسے ہیں جو کہ تیس تیس سال سے چل رہے ہیں' feasibility بنتی ہے' ختم ہو جاتی ہے' پھر پیسہ ملتا ہے پھر feasibility بنتی ہے یہ پہلا موقع تھا کہ اس گورنمنٹ نے باقاعدہ منظور کیا اور اس کے لئے کافی فنڈز دئے اور پھر حکومت چین سے ایک معاہدہ کیا۔

اب مسئلہ ہے کہ infrastructure کا' جو کہ نہایت ضروری ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ وہاں مزید کالونیاں بنائی جائیں۔ میری اطلاع ہے کہ دسمبر میں تین ہزار چینی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ اس وقت بھی وہاں کوئی ڈھائی سو چینی ہیں۔ اگر وہاں تین ہزار چینی پہنچیں گے' تو پھر ان کے لئے conveyance کے انتظامات کرنے ہیں' ان کے لئے عارضی huts کی ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے اس سال کم از کم 150 کروڑ روپے کی ضرورت تھی لیکن ان کو صرف 50 کروڑ روپے دئے گئے ہیں' اس میں سے بھی 30 کروڑ روپے ان کے باقی اور چیزوں پر خرچ ہو چکے ہیں۔ ریلوے لائن بنتی ہے' ریلوے کو اس مقصد کے لئے انہوں نے کوئی 10 فیصد رقم دی ہے۔ اب ریلوے والوں نے بھی Sandak Resource Development کو نوٹس دیا ہے کہ آپ پیسوں کا انتظام کریں تاکہ ہم ریلوے کی پٹڑی بچھائیں۔ وزیر موصوف موجود ہیں' میں ان سے استدعا کروں گا کہ اگر یہ کام التواء میں پڑ گیا تو یہ پراجیکٹ جو منظور ہوا ہے یہ مکمل نہیں ہو سکے گا اس کا مقصد اور افادیت جو ہے اس کا صوبے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکے گا اور نہ پاکستان کے عوام کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔ لہٰذا حکومت نے infrastructrue کے لئے جو وعدہ کیا' وہ پیسے فوراً release کئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے جونیجو صاحب کی حکومت نے 300 کروڑ روپے رکھے تھے۔ جبکہ اس وقت ضرورت نہیں تھی' اس لئے وہ پیسہ انہوں نے خرچ نہیں کیا۔

اب اس کارپوریشن نے ایک اچھا کام کیا ہے' کیونکہ اس وقت معاہدہ کے لئے کارروائی ہو رہی تھی اب چونکہ چین سے معاہدہ ہو گیا ہے' چین ہمارا دوست ملک ہے۔ ان کو copper mines کا تجربہ بھی ہے اور جو ٹیکنالوجی وہ یہاں لا رہے ہیں' اس کے لئے انہوں نے تین سال کا وقت دیا ہے۔ میرا خیال ہے اس میں سے ایک سال تو گزر گیا ہے' اگر بروقت امداد نہ ملی' اور یہ پیسے ریلیز نہ ہوئے تو یہ پراجیکٹ جو ہے یہ التواء میں پڑ جائے گا۔ پاکستان میں بہت سارے ایسے پراجیکٹ ہیں جن کا یہی حشر ہوا۔ اس پراجیکٹ کا حشر جو ہے یہ بلوچستان کے کھاتے میں جائے گا۔ جس طرح بلوچستان میں دو ٹیکسٹائلز ملیں بند ہیں۔ کہا یہی جاتا ہے کہ یہ بند چلی آرہی ہیں مگر یہ حکومت نے خود غلط منصوبہ بندی کے طور پر لگائی تھیں تو میں یہ نہیں چاہتا کہ یہ ہمارا پراجیکٹ جو کہ feasible project ہے' جس سے کافی فوائد ہوں گے' اس میں ملازمین رکھے جائیں گے۔ یہ بند ہو جائے گا اگر ان کو مطلوبہ رقم فراہم نہ کی گئی ہم ان فوائد سے محروم ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین : جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد : شکریہ۔ جناب والا! جہاں تک فصیح اقبال صاحب کی تحریک کا تعلق ہے' تو میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اس لئے بھی کہ میں نے خود اس حلقہ سے الیکشن بھی لڑا ہے' اور پچھلے دور میں قومی اسمبلی میں' میں خود اس مسئلہ پر لڑتا رہا ہوں۔ جہاں تک فصیح اقبال کے اس بیان کا تعلق ہے کہ یہ منصوبہ جونیجو صاحب کے وقت کا ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں بلکہ یہ منصوبہ تو مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے دور کا ہے۔ اس پر کام جو ہے اس وقت سے لے کر اب تک رکا ہوا ہے۔

سید فصیح اقبال : میں جناب personal explanation دینا چاہتا ہوں

جناب چیئرمین : جی فرمائیے۔

سید فصیح اقبال : جناب والا! یہ منصوبہ جونیجو صاحب کے حکومت میں ECNEC نے منظور کیا تھا' بھٹو صاحب کی حکومت میں یہ منصوبہ منظور نہیں ہوا تھا' اس کا سٹیٹس تو 86-1985ء میں منظور ہوا تھا۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

حافظ حسین احمد : تو جناب پچھلے دور میں ہم نے اس مسئلہ کو اٹھایا اور ہمیں کہا گیا

کہ چائنا کے ساتھ مذاکرات کی وجہ سے یہ مسئلہ delay ہوا ہے۔ پیپلز پارٹی کے دور میں اس کو اہمیت نہیں دی گئی۔ بہرحال اب معاہدہ بھی ہو چکا ہے' اور اس کے ساتھ ساتھ کام بھی جاری ہے لیکن وہاں جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ ہم تو اپنے کام اسی طرح چلاتے رہے ہیں کہ کام شروع ہو گیا اور کبھی بند ہو گیا لیکن اب یہ کام ہمارا ہمسایہ اور قابل احترام ملک چین کر رہا ہے اس کے لوگ وہاں یہ کام کرنے پہنچے ہیں۔ میں یہاں یہ عرض کر دوں کہ نوکنڈی سے تفتان تک کا 80 میل کا فاصلہ ہے اور اس وقت بھی یہ سڑک نامکمل ہے۔ یہ کچی سڑک بھی اس قابل نہیں ہے کہ اس پر سفر کیا جا سکے۔ چائنا کے ماہرین اپنے ساتھ ائیر کنڈیشنز اور بجلی کے دیگر آلات لے کر آئے ہوئے ہیں لیکن وہاں پر ابھی تک نہ بجلی گھر قائم ہوا ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی منصوبہ عملی طور سامنے آیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چاہے یہ ڈھائی سو ہوں یا تین ہزار آئیں' ریلوے لائن بچھانا اور سڑک تعمیر کرنا انتہائی ضروری ہے۔ ان دونوں کے لئے فنڈز کی فراہمی کی بات ہے۔ اس کے لئے وہاں پر کوئی فنڈز فراہم نہیں کئے گئے ہیں۔

جب ہم نے ان کے ڈائریکٹر سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ جناب اخبارات میں بھی اس کے بارے میں آیا ہے اور قومی اسمبلی میں اس پر بحث ہوئی تھی' وہاں کہا ہے کہ ہم فنڈ فراہم کر رہے ہیں لیکن عملی طور پر ہمیں فنڈز فراہم نہیں ہوئے ہیں۔ یہ ایک ایسا منصوبہ ہے جہاں سے لوہا بھی نکلے گا' تانبا بھی نکلے گا' چاندی اور سونا بھی اس پراجیکٹ سے نکلے گا۔ اور وہاں پر دس کانیں ہیں اس وقت صرف وہاں پر دو کانوں پر کام ہو رہا ہے اور باقی آٹھ کانیں وہاں اور موجود ہیں اور یہ ایران کے بارڈر پر ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے پہ مکمل بحث کی جائے تاکہ ہمیں اس کے تمام پہلوؤں پہ مطمئن کیا جائے اور حکومت کے منصوبہ جات سے ہمیں آگاہی حاصل ہو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جی جناب عبدالرحیم خان صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل :جناب چیئرمین! میں فصیح اقبال صاحب اور حافظ حسین احمد صاحب کی باتوں کی پوری تائید کرتا ہوں اور یہ سینڈک کے منصوبہ کی اہمیت ملکی پیداوار' صوبائی ترقی کے نقطہ نظر سے' روزگار کے نقطہ نظر سے' زرمبادلہ کے نقطہ نظر سے اس کی بہت بڑی اہمیت ہے جیسا کہ تفصیلات میں بتایا گیا کہ کافی وقت سے اس پر کمزوری رہی ہے نہ

ہی فنڈز ریلز کئے گئے اور اس کے لئے انفراسٹرکچر نہیں ہے تو اب اس منصوبے کے لئے ہم سمجھتے ہیں کہ فنڈز فوری ریلیز ہوں یہ بہت ضروری بات ہے یہ منصوبہ پریس میں بھی آیا ہے اور مجموعی طور پر ملک کے لئے بہت مفید اور ضروری ہے میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف حکومت سے درخواست بلکہ مطالبہ کروں گا کہ بہت جلد اس کے انفراسٹرکچر کو مکمل کریں تاکہ اس پر عمل شروع ہو۔ شکریہ

جناب چیئرمین : شکریہ جی جناب اور کوئی.......... جناب سید شاہد مہدی نسیم صاحب۔

سید شاہد مہدی نسیم : جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کر دوں کہ اس منصوبے پر کام 1962ء میں شروع ہوا تھا۔ اس وقت ملک میں ایوب خان کی حکومت تھی۔ سب سے پہلے جیالوجیکل سروے آف پاکستان نے 1962ء سے لیکر 1978ء تک سروے کر کے اس ذخیرے کا پتہ لگایا تھا۔ اس کے بعد اس پر کام ہوتا رہا' جب یہ پتہ چلا کہ یہاں پر تانبے کے ذخائر موجود ہیں تو 1974ء میں (RDC) Resources Development Corporation of Pakistan قائم کی گئی۔ اور اسے کہا گیا کہ یہاں پر بورنگ کی جائے۔ اس کارپوریشن نے یہاں پر سروے کرنے کے بعد اڑھائی سکوئر مربع میل کا تعین کیا اور بتایا کہ اس جگہ تانبے کے ذخائر موجود ہیں۔ اور اس کے بعد تقریباً 48 ہزار میٹر مجموعی لمبائی میں اس کی بورنگ کی گئی اس کے بعد اس کا estimate بنایا گیا۔ لیکن اس وقت کی منصوبہ بندی کمیشن نے اس کام کو روک دیا اور یہ کہا کہ غیر ملکیوں کمپنیوں کے ساتھ بات چیت کی جائے اور انہیں invite کیا جائے تاکہ وہ آکر یہ کام کریں۔ اس کے بعد تقریباً کافی غیر ملکی کمپنیاں جس میں فرانس' فن لینڈ اور یوگوسلاویہ کی تھیں ان سے بات چیت جاری رہی لیکن پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔ کیونکہ ان کی کچھ شرائط ایسی تھیں جو حکومت پاکستان ماننے کے لئے تیار نہیں تھی۔ ہماری خوش قسمتی سے اس کے بعد چین کی کمپنی کے ساتھ بات چیت چلی دو سال وفود آتے جاتے رہے بات چیت ہوتی رہی اور آخر میں 23/ دسمبر 1990ء میں صدر پاکستان کے دورِ چین کے موقع پر .R.D.C اور چینی کمپنی .M.C.C کے درمیان معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے کی رو سے جو تعمیراتی کام وہاں ہونا تھا وہ ہمارے ذمہ تھا اس کا estimate بنایا گیا حکومت کو وہ پیش ہوا اس کام کے سلسلے میں جیسے

محترم فصیح صاحب نے فرمایا ہے اتنی مایوس کن صورتحال بھی نہیں ہے جتنا وہ تذکرہ فرمارہے تھے یقیناً یہ درست ہے کہ جب تک وہ کام مکمل نہیں ہوگا اصل منصوبے پر کام شروع نہیں ہوسکے گا۔ ہم نے اس سال حکومت سے 658 ملین روپے مانگے تھے، تعمیراتی کاموں کے لئے، جس کو کم کرکے 329 ملین کر دیا گیا لیکن اس کے بعد آرڈی سی والوں نے محکمہ خزانہ سے بات چیت کی اس کی اہمیت سے آگاہ کیا تو ہمیں وزارت خزانہ نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ کے پاس جو فنڈز موجود ہے جتنا سرمایہ آپ کو دے دیا گیا ہے اس کے مکمل طور پر استعمال ہونے کے بعد آپ کو مزید فنڈز فراہم کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کام نہیں رکے گا۔

جہاں تک ہمارے ذمے جو کام تھا اس کی پروگریس کا تعلق ہے تو جناب چیئرمین! تفتان سے سنڈک تک ریلوے ٹریک بننا تھا جس کا ٹھیکہ ریلوے کی ذیلی ادارے ریل کاپ کو دیا جاچکا ہے اس پر کام شروع ہو چکا ہے یہ 37 کلو میٹر پٹڑی بننی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال 30 رجون تک وہ کام مکمل ہو جائیگا۔ جہاں تک تفتان سے سنڈک تک سڑک کا تعلق ہے یہ صوبائی حکومت نے بنانی تھی انہوں نے بھی اس پر کام شروع کر دیا ہے کچھ سڑک مکمل ہو چکی ہے ہمیں امید ہے کہ وہ بھی اس مالی سال میں یہ ضرور انشاء اللہ مکمل کریں گے کیونکہ انہیں بھی منصوبے کی اہمیت کا اندازہ ہے۔ بجلی کی فراہمی بڑی ضروری تھی اس کے لئے بین الاقوامی ٹینڈرز طلب کئے جا چکے ہیں 50 میگاواٹ کے پانچ پاور سٹیشن وہاں تنصیب ہونے ہیں اس کے علاوہ حکومت ایران کے ساتھ بھی بات چیت جاری ہے اس کا جائزہ لیا جارہا ہے یہ بھی ایک proposal ہے کہ حکومت ایران سے بجلی لے لی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں امید ہے کہ یہ کام بھی ہم جلد شروع کرا سکیں گے۔ ہسپتال اور سکولز کے بارے میں حکومت بلوچستان کے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے PC-I تیار کر لیا ہے اور ان کی اطلاع ہے کہ ہم بہت جلد اس پر کام شروع کر دیں گے۔

ٹیلی کمیونی کیشن کے معاملے میں کارپوریشن نے ایک ڈائریکٹ ٹیلیفون کوئٹہ کا وہاں تنصیب ہو چکا ہے اور ابھی ہمیں انہوں نے اطلاع دی ہے کہ ایک فیکس کی سہولت بھی ان دنوں مہیا کر دی جائیگی۔ پانی کی فراہمی جناب چیئرمین! ایک بڑا مسئلہ ہے عارضی طور پر

ہم نے وہاں پر تین ٹیوب ویلوں کا بندوبست کیا ہے۔ چھ منزل والی بڑی گاڑیاں پانی والی اس کے ٹینڈر طلب کئے جا چکے ہیں اصل پانی کا جو منصوبہ ہے وہ وہاں سے 40 میل دور وہاں سے تالاب ایک جگہ سے ہے وہاں پہ ٹیوب ویل تنصیب ہونے ہیں وہاں سے دوفٹ قطر کی پائپ لائن لے کر آنی ہے اس کے لئے بھی ہم نے واپڈا کے ساتھ بات چیت شروع کی ہوئی ہے امید ہے ہمارا اس کے ساتھ جلد ہی معاہدہ طے پا جائیگا۔

جہاں تک مکانات کا تعلق ہے چار سو کوارٹرز پر کام شروع ہو چکا ہے ان کی تعمیر جاری ہے تین سو چینیوں کے لئے موبائیل مکانات مکمل ہو چکے ہیں اس وقت دو سو کے قریب چینی وہاں کام کے لئے آ چکے ہیں۔ تین سو مکانات کا ان کے لئے بندوبست کر دیا گیا ہے جو مکمل ہو چکے ہیں۔ جہاں تک ٹیکنیکل سٹاف کا فصیح صاحب نے فرمایا تھا چونکہ پہلے تھا اب ٹیکنیکل سٹاف پر ban lift ہو چکا ہے اس لئے اس کی بھرتی کا طریقہ کار انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ہم مکمل کر لیں گے۔

مشینری کا جہاں تک انہوں نے فرمایا تقریباً 35 ریلوے ویگنوں میں سامان کراچی سے تفتان پہنچ چکا ہے اور اس کا بیشتر حصہ سینڈک پہنچایا جا چکا ہے اس کے علاوہ N.L.C. کے ذریعے بھی کافی مشینری کراچی سے تفتان ہم پہنچا چکے ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں اور یقیناً انہوں نے صحیح فرمایا کہ یہ منصوبہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اس کے مکمل ہونے کے بعد اس میں سے کم از کم جو تخمینہ لگا ہے چودہ ہزار تین سو چار ٹن سالانہ تانبے کی ہمیں وہاں سے امید ہے اور جس میں ایک اعشاریہ تین ٹن سونا اور دو اعشاریہ پانچ ٹن چاندی بھی ان سے حاصل ہو سکے گی تو ہمیں اس بات کا احساس ہے یہ منصوبہ واقعی بہت اہمیت کا حامل ہے لیکن جناب چیئرمین ہم نے کام بہرحال اسی وقت مکمل کرنا ہے جب ہمارے پاس فنڈز ہوں گے ہمیں محکمہ خزانہ نے یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ آپ کو فنڈز کی کمی نہیں آنے دی جائے گی اس لئے ہمیں امید ہے کہ چار سال میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ منصوبہ ہم ضرور مکمل کر لیں گے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ حافظ حسین احمد۔

<u>حافظ حسین احمد</u>: جناب انہوں نے فرمایا کہ تفتان سے لے کر سنڈک تک سڑک صوبائی حکومت نے بنانی ہے جناب بات دراصل یہ ہے کہ جو آر سی ڈی شاہراہ تفتان ہے یہ

کوئٹہ سے سات سوتیس کلو میٹر ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نوکنڈی سے تفتان تک پکی سڑک بالکل موجود ہی نہیں ہے اب نوکنڈی سے 80 میل تفتان تک کیسے پہنچیں گے وہ آر سی ڈی شاہراہ جو ہے وہ مرکز کے زیر نگرانی ہے نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے زیر نگرانی ہے ہم نے کہا کہ وہ اسی میل جی کچی سڑک ہے اس پر کام کی رفتار بالکل ست ہے جن ٹھیکیداروں کو ٹھیکہ دیا گیا ہے وہ کام صحیح نہیں کر رہے ان کے متعلق ہم نے یہ کیا ہے اور دوسرا انہوں نے پاور ہاؤس کا بھی نہیں بنایا کہ وہاں بجلی کس طرح پیدا ہوگی۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے وزیر صاحب کے اس حوصلہ افزاء بیان کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن چونکہ وہ ابھی سایٹ پر نہیں گئے اگر سایٹ پر جاتے تو میرا خیال ہے حافظ صاحب نے جس طرح فرمایا وہ بات درست ہے میں بھی پانچ چھ مرتبہ جا چکا ہوں ان کا تو اسی علاقے سے تعلق ہے عرض یہ ہے کہ جہاں تک پانی کا معاملہ ہے جب یہ منصوبہ منظور ہوا تھا تو یہ ساری چیزیں pre-requisites تھیں کہ پانی وہاں ہو پانی موجود تھا پانی کے لئے کوئی مسئلہ تھا پانی already تھا اس کے لئے صرف pipeline کا مسئلہ تھا چونکہ funds نہیں تھے pipeline نہیں آئی۔ جہاں تک سڑک کا مسئلہ تھا یہ ECNEC میں پہلے منصوبے میں تھے کہ پہلے سڑک بنے گی تب کام ہو گا لہٰذا سڑک نہیں بن سکی میں صرف ان کو اس خدشے کا اظہار کر رہا ہوں جو تمام ہمارے ایسے منصوبوں کے ساتھ پیش آتے ہیں یہاں commitment ہوتی ہیں پیسوں کی پھر پیسے نہیں ملتے، آپ کہتے یقین دہانی کرائیے، دیکھئے آپ کی progressive Ministry ہے آپ نے RDC کے تحت مل کر کرنا ہے لیکن پیسے آپ نے finance سے لینے ہیں ابھی انہوں نے power کی دو چیزیں بتائی ہیں جو ٹینڈر ہوا ہے وہ one bullion کا ہوا ہے ایک بلین روپے کا دیکھیں آپ پچاس میگاواٹ کے لئے کئی ایسی کمپنیاں ہیں جنہوں نے Offer کیا ہے کہ ہم بجلی بنا کر آپ کو/ آپ کے نرخ پر دیں گے اس کے لئے زیر غور نہیں ہو رہا اب کیونکہ اس میں بڑے قصے ہیں اور اب میں وزیر صاحب کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ جب کبھی کوئی ایسی چیز دیکھیں تو اس میں صرف ٹینڈر نہ کریں ایران نے بھی آپ کو کہا ہے۔ کہ ہم آپ کو سستے نرخوں پر بجلی پیدا کر کے دیں گے، میں صدر صاحب کے ساتھ ایران گیا تھا ایران نے کہا تھا کہ آپ ہم سے بجلی کیوں نہیں لیتے جب کچھ لوگوں نے کہا کہ ایران سے آپ بجلی لے رہے ہیں تفتان ان کا بارڈر ٹاؤن ہے وہاں barter trade ہو

گا بڑا مرکز ہو گا سنڈک کی وجہ سے پورا mineral distric کہلائے گا جب یہ محسوس ہوتا ہے تو پہلے میں وزیر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ پہلے وہ دورہ کرلیں اس کے بعد اس کی اہمیت مزید اجاگر ہوگی یہ international Highway پر ہے اور یہ تیس میل جو سنڈک ہائی وے سے دور ہے وہ اب تک ایسا ہے a fair-weather road ہے ابھی تک پختہ سڑک نہیں بن سکی جس طرح سے آپ کا چائنیز سامان پڑا ہے ترپالوں پر وہاں چونکہ بارش نہیں ہوتی اس لئے یہ خطرہ نہیں ہے لیکن اور چیزوں کو تو خطرہ ہے کہ اس طرح کھلی ہوئی نہ اس میں کوئی شیڈ بنے ہیں مشینری ایسے پڑی ہوئی ہے اور انہوں نے دیکھا نہیں ہے لہٰذا میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ پہلے بجلی کے سلسلے میں جو دو میگاواٹ کے لئے ایک دو کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں اس کے لئے کوئی ضرورت نہیں پاکستان میں ایسے ادارے ہیں جو ان کے مطلوبہ ٹائم کے لئے جب تک ان کا بجلی گھر نہیں بنتا وہ اپنے generators set وہاں پہنچا دیں گے چند لاکھ روپوں میں جبکہ یہ دو کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں hard foreign exchange 'تو میں وزیر موصوف سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس جگہ آپ جائیں جہاں آپ کو facility ہوا ایران نے offer کیا ہے اور صرف ایران میں RDC کے MD کو جانا تھا آپ کے ہاں سے منسٹری سے کسی آدمی نے جانا تھا لیکن ایرانیوں نے پہلے شکوہ کیا تھا کہ آپ منصوبہ بناتے ہیں منظور کرتے ہیں جب وہ پریکٹس میں آتا ہے مہینے' سال میں آپ کے افسران نہیں پہنچ پاتے لہٰذا یہ اگر توجہ دیں تو یہ کام جو سال کا ہے یہ تین مہینے میں پورا کرلیں اور آپ چار سال کی بات بالکل صحیح کر رہے ہیں اگر یہ چار سال میں مکمل نہیں ہوا تو یہ منصوبہ دگنی قیمت پر مکمل ہو گا اور پھر یہ feasible نہیں ہو گا لہٰذا میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ یہ خود سنڈک تشریف لے جائیں وہاں جو لوگوں کو تکالیف ہیں' جو انجینئرز کو تکالیف ہیں اور جو فرما رہے ہیں holes یہ سارے proved ہیں چار سو کوارٹر پہلے سے بنے ہوئے تھے یہ جس کی بات کر رہے ہیں وہ پہلے ہی 1974ء میں جو کام ہوا تھا وہ اسی کا ہوا تھا کہ feasibility بنی انجینئرز کے لئے رہائش گاہ ہوئی ایک temporary colony وہاں موجود تھی اور ایک جنریٹر ہے یہ میں اس منصوبے کے متعلق کہہ رہا ہوں جو اصلی منصوبہ ہے لہٰذا میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ سے وہ اپنا پیسہ clear کرائیں اور یقین دہانیوں پر رہیں گے تو یہ یقین دہانیاں فنانس نے سب کو کی ہوئی ہیں اور ملک کی مالی دشواریوں کا مجھے بھی احساس ہے لیکن بعض

پروجیکٹس ایسے ہیں جو قومی اہمیت کے لحاظ سے قومی مفادات کے لحاظ سے زیادہ اہم ہیں لہٰذا اس سے جہاں حکومت پاکستان کو foreign exchanges ملے گا اس علاقے کی ترقی میں بھی بڑا سنگ میل ہو گا اور وہ پورا علاقہ معدنیات کے لئے ایک بہت بڑا پروجیکٹ ہے کہ وہاں چلغاری، iron اور project بھی ہے چائینز والے put کر رہے ہیں تو میں ان سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ پہلے visit کریں اور اس میں ہم پورا تعاون کر رہے ہیں۔

بلوچستان حکومت کا جہاں تک تعلق ہے اس کا کوئی رول نہیں ہے یہ چھوٹی سی سڑک ہے جہاں تک سکول کالج کا ہے وہ آپ سینٹرز کو بھی کہیں وہ اپنے فنڈز سے بھی بنوا دیں گے آپ صرف اپنے منصوبوں کو جو آپ کے ہیں ان کو پورا کریں سڑک مکمل کریں اور ریلوے لائن والوں نے آپ کو اپنے پیسے مانگنے کے لئے نوٹس دیا ہوا ہے چونکہ ہم سب لوگ اس پروجیکٹ کے لئے کوشش کر رہے ہیں تو یہ ساری چیزیں ہمیں un-officially مل رہی ہیں بلکہ ان کو اطلاع ہونی چاہئے کہ جو صحیح facts ہیں کہ پیسے نہیں ملے اور اگر وقت پر پیسے release نہیں ہوئے تو یہ کام نہیں ہو سکے گا۔

حافظ حسین احمد: جناب گزارش ہے کہ جس طرح انہوں نے فرمایا کہ سالانہ ایک سو چودہ ٹن سے زیادہ تانبا اور اس کے ساتھ ایک ٹن سونا اور ڈھائی ٹن چاندی وہاں سے سالانہ ہمیں آمدنی ہوگی تو ہم کشکول لے کر دوسرے ممالک میں پھر رہے ہیں میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ بیس سال میں ایک سال سے یہ بھی وزیر ہیں، کیوں کوئی وفاقی وزیر یا وزیر مملکت وہاں کا دورہ نہیں کرتا آج تک وہاں سیکرٹری کی سطح کا افسر بھی وہاں نہیں پہنچا ہے اس لئے اگر وہ وہاں کا دورہ کرنے کی یقین دہانی کرائیں تو ہم انہیں کندھے پر بٹھا کر لے جائیں گے اور اس سنگلاخ علاقے میں جا کر وہ دیکھ لیں کہ ہمارے پاس کیا کچھ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل تیار ہیں جی، اگر آپ نے یہ سیکورٹی بھی دے دی ضرور جائیں گے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, the only thing is why should the Minister not say in the House that he will go?

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا ہے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: No, no he is not saying.

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں۔

سید فصیح اقبال: آپ ان کی طرف سے کہہ رہے ہیں وزیر صاحب خود کہیں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں جاؤں گا' وزیر صاحب آپ جائیں گے ناں آپ؟

سید شاہد مہدی نسیم: جی جاؤں گا۔

جناب چیئرمین: بالکل جائیں گے۔

جناب حسن اے شیخ: یہ آپ کہہ رہے ہیں وزیر صاحب نہیں کہہ رہے ' وہ خاموش ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب آپ فرمادیں۔

سید شاہد مہدی نسیم: اصل تو جو فصیح صاحب نے فرمایا ہے وہ لیٹ اس لئے ہوا ہے۔

جناب حسن اے شیخ: آپ جائیں گے کہ نہیں۔

سید شاہد مہدی نسیم: میں جانے کی بات کر رہا ہوں آپ ذرا صبر تو کریں جو انہوں نے فرمایا ہے کہ لیٹ۔ actually MCC کے ساتھ 23 دسمبر 1990ء کو معاہدے پر دستخط ہوئے لیکن اس میں تھوڑی سی کچھ مالی مشکلات تھیں ہم ایم سی سی کو گارنٹی دینی تھی bank guarantee اس میں ہمارا ایک سال لگا وہ 12 اکتوبر 1991ء کو دی گئی ہے اب ہم نے 12 اکتوبر 1991ء کے بعد کام شروع کرنا تھا پروگرام بنایا تھا کہ کیسے شروع کیا جائے پہلے تو شروع نہیں کر سکتے تھے۔

جناب چیئرمین: بہر حال اب تو یہ مسئلہ ہے کہ آپ تشریف لے جائیں گے۔

سید شاہد مہدی نسیم: دوسرا حافظ صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک سال ہو گیا ہے مجھے ایک سال نہیں ہوا ایک ماہ ہوا ہے بہر حال میں ضرور جاؤں گا۔

جناب چیئرمین : بات ختم ہوئی۔

حافظ حسین احمد : اصل میں جی اس میں لکھا ہوا نہیں ہے کہ میں نے جانا ہے۔

جناب چیئرمین : اب House adjourn کریں، کل اجلاس نہیں ہو گا، پرسوں ہو گا اس کے بعد روز بروز ہو گا کیونکہ کہ بہت سے ممبران نے کہا ہے کام بھی ہے ہم آنا بھی چاہتے ہیں تو کیوں نہ ہو۔

جناب حسن اے شیخ : پرسوں کتنے بجے ہو گا۔

جناب چیئرمین : پرسوں دس بجے اور اس کے بعد۔ it will be day to day

سید اقبال حیدر : جناب ایک چھوٹی سی گزارش کرتا ہوں میں جناب آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہ رہا تھا کہ جناب اے پی پی جو یہاں کی رپورٹنگ کرتی ہے مسلسل اس میں ذرا inbalance ہوتا ہے۔ Sir, to say the least, I want to speak very sharply. just wish to draw your kind attention that they give the explanation of the honourable Minister without giving the point that the Opposition members raised, all the time it is coming on 6th, 7th and 8th. کے اخبار آپ اٹھا کر دیکھ لیں اس میں ہم نے جو تنقید یا وضاحت مانگی تھی اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ The honourable Minister on a point clarified and the whole text is of the honourable Minister. دوسری بات یہ کہ ہم نے ڈویژن نہیں مانگی تھی۔ in passing of the few Bills but one Bill was strongly opposed. There was not a single mentioned by APP that this Bill was opposed by the Opposition. اس میں جناب ہمیں عوام میں embarrassment ہوتا ہے کہ بھئی تم لوگ بیٹھے تھے تم نے اپوزبھی نہیں کیا تو جناب آپ اے پی پی کو ہدایت دے دیں اور ٹی وی اور ریڈیو کو بھی ہدایت دے دیں۔

جناب سرتاج عزیز : جناب والا! میں clarification یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو total reporting ہے۔ the Opposition point of view I think gets disproportionate coverage جس چیز کا یہ ذکر کر رہے ہیں اس دن "ڈان" کی خبر تھی۔ Banner head line; that all the ten Senators who spoke they oposed the privitisation policy. حالانکہ ممبرز نے کہا تھا کہ ہم privitisation policy کو

support کرتے ہیں لیکن جس طریقے سے ہو رہا ہے اس پر ہمیں اعتراض ہے لیکن انہوں نے اس کو ایسے ہی دے دیا تھا تو صرف اے پی پی کی شکایت نہ کریں جو Total coverage آتی ہے میرا خیال ہے کہ it is more partial to the Opposition than the Government.

سید اقبال حیدر: نہیں جی بالکل نہیں۔

Mr. Chairman: So, this House is adjourned to meet again day after tomorrow *i.e.* 12th of November, 1991, at 10.00 A.M.

(The House then adjourned to meet again at ten O'clock in the morning on Tuesday, the 12th November, 1991).

PCPPI—23(96) Senate—7-8-96—180.